Digitized by Khilafat Library Rabwah

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

دنیا کے تمام مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کی تشحیذ الاذہان

یعنی رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۶ — ربیع الاول ۱۳۵۴ھ — جون ۱۹۳۵ء — جلد [illegible]

فہرست مضامین

نمبر ۱ مناظرہ و مباحثہ نیروبی (از افریقہ)
نمبر ۲ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
نمبر ۳ شیخ مبارک احمد صاحب بی۔ اے کی تقریر
نمبر ۴ [illegible] انجمن [illegible] کیلئے اپیل

اندرون ہند سے تین روپے سالانہ — [illegible] طلباء اور غیر احمدیوں کیلئے — بیرون ہند سے تین روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے۔ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں۔ اُن کو دُور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے اس لئے اور انہی اغراض کو پورا کرنے کیلئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کیا گیا ہے لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کیساتھ جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو انگریزی کے پیدا ہو جائیں۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے بیعت کی حقیقت پر قائم رہکر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سوائے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دل میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

ڈاکٹر برہمن کی دوائیاں ڈاکٹر برہمن صاحب کلکتہ کا اشتہار ریویو آف ریلیجنز کے سرورق پر چھپتا ہے۔ ان کی دوائیوں میں سے **کافور اور پودینہ** آجکل ہیضہ۔ بدہضمی اور پیٹ کی بیماریوں کے لئے بہت مفید ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کارخانہ کی دوائیوں سے فائدہ اٹھائیں۔ جو ارزاں اور سریع الاثر ہیں۔

دُرِّ شاہوار حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کا انتخاب مولانا ابو الفضل محمود قادیان ٹریکٹوں کی صورت میں شائع فرما رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ۱۵۱ نمبر نکل چکے ہیں۔ اور باوجود بے سروسامانی کے وہ ابتک ۶۳ ہزار ٹریکٹ دس لاکھ آٹھ ہزار صفحات کے نکال چکے ہیں۔

احباب آنہ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونے منگوا کر مطلوبہ تعداد طلب فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مباحثہ نیروبی (افریقہ)

تیسرا مناظرہ:- صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احمدی مبلغ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت پر مندرجہ ذیل تقریر کی:-

حضرات! کل دوپہر کے مناظرہ میں قرآن مجید اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور بزرگانِ اُمت کی تحریرات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ ہرگز ہرگز زندہ موجود نہیں۔ اور جس مسیح کا انتظار مسلمان کر رہے ہیں۔ وہ بوجہ فوت ہو جانے کے نہیں آسکتا۔ ہاں جس کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قادیان کی بستی میں ظاہر ہُوا۔ اور اُس نے خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی رُو سے مسیح موعود اور نبی اللہ ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ اور آج صبح کے مناظرہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی اور اُمتی نبی کیلئے دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے جیسا کہ قرآن کریم اور حدیث صحیح نے بتایا ہے۔ اور اپنی تائید میں حضرت شیخ محی الدین صاحب ابن عربی رحمہ اللہ حضرت مُلا علی قاری صاحب رحمہ اللہ اور سید عبدالکریم جیلانی رحمہ اللہ کے اقوال پیش کیے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر ایسا نبی آئے جو آپؐ کی پیروی کرنیوالا ہو۔ دین اسلام کی اشاعت کرنیوالا ہو تو حدیث لا نبی بعدی اور آیت خاتم النبیین ایسے نبی کی آمد کے لئے ہرگز ہرگز روک نہیں۔ اور چونکہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا بھی دعویٰ یہی تھا کہ مَیں دین اسلام کی اشاعت کیلئے مامور کیا گیا ہوں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منوّر ہو کر اور آپؐ کی پیروی کر کے نبوّت کے مقام کو حاصل کیا ہے۔ اس لئے اب یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو سُنتے ہی کیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ردّ نہ کر دیا جائے؟ کیونکہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ یہ ہوتا کہ شریعت محمدیہ منسوخ ہے جیسے بہاءاللہ کا تھا تو یقیناً ہم حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ پر غور نہ کرتے مگر اب تو ہمارے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم دعویٰ پر غور کریں کیونکہ وہ مسیح موعود اور اُمّتی ہونے کے مُدّعی ہیں اور کسی الگ عمارت کی تعمیر کیلئے وہ نہیں آئے بلکہ اسلامی عمارت کی حفاظت اور اُس کی نگرانی اور اُس کی خوبی کو قائم کرنے کے لئے آئے ہیں وبس۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبیوں کی سچائی معلوم کرنے کیلئے بہت سے معیار بیان فرمائے ہیں جس مُدّعی نبوّت میں وہ باتیں اور اصول جو قرآن کریم نے پیش کیئے پائے جاتے ہوں ایک مسلمان ہاں ایسا مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کا کلام اور جس کے ہر حکم اور ہر لفظ پر وہ ایمان رکھتا ہے کیلئے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ ایسے مُدّعی نبوّت کو سچا سمجھے اور اس پر ایمان لاکر قرآن مجید پر اپنے ایمان کا اظہار کرے۔ ایک شخص جو زبان سے یہ کہتا ہے کہ میرا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ لیکن شراب پینا یا شراب کا بیچنا جائز و حلال سمجھتا ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی ممانعت ہے تو ایسا شخص یقیناً قرآن کریم کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ نافرمانی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور وہ مجرم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس کی تصدیق قرآن مجید صاف طور پر کرہا ہے اور جس کی سچائی قرآن مجید کے اصولوں سے ثابت ہے اس کا انکار کرنا بھی در اصل قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور قرآن مجید کا انکار در اصل خدا تعالیٰ کا انکار ہے۔ تو ایسی صورت میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی قرآن مجید کے اصولوں سے ثابت ہوجائے تو آپ کا انکار کسقدر گناہ ہے۔

(۱) قرآن مجید نے دعویٰ نبوّت کرنیوالے کیلئے اور اس کی سچائی معلوم کرنے کیلئے پہلا اصول یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ایسے وقت دعویٰ کرے جبکہ ظهر الفساد فی البرّ والبحر (روم ۶) کا نظارہ ہو یعنی دنیا میں فساد ہی فساد نظر آتا ہو۔ ہر طرف بگاڑ و خرابی کا ہی منظر دکھائی دیتا ہو۔ اور گمراہی کا دور دورہ ہو۔ جیسا کہ سورہ جمعہ میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت مبعوث کیا گیا جبکہ دنیا کے لوگ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مُّبین (جمعہ) کھُلی کھُلی گمراہی میں تھے دین و روحانیت سے انہیں کوئی تعلق نہ تھا۔ شراب خواری۔ زناکاری۔ فسق و فجور کثرت سے تھا۔ دنیا اپنے خالق حقیقی کو فراموش کرچکی تھی تو خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین ماہ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی اصلاح کیلئے نازل فرمایا۔ اسی طرح آج ہم دیکھتے ہیں کہ کیا حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ ایسے وقت میں ہے جبکہ دنیا میں منہ کہے جبکہ دنیا میں کھُلی کھُلی گمراہی اور بدکاری کا زور اور غلبہ ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ ہندوستان اور دوسرے ممالک کا ذکر جانے دیجئے آپ اپنے ملک اور شہر کی ہی حالت دیکھ لیں کیا یہ واقعہ نہیں ۹۹ فیصدی مسلمان شراب پیتے ہیں۔ اور پھر مسلمان سودی کاروبار بڑی فراخدلی سے کرتے ہیں۔ شراب اور سور کی تجارت مسلمان کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ اور باقی قوموں کا تو ذکر ہی جانے دیجئے۔ ایسی صورت اور ایسے حالات میں حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ کرنا یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ آپؑ اپنے دعویٰ میں سچے اور راستباز تھے اور یہ بات اور بھی زیادہ روشن اور پختہ ہو جاتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے خطرناک حالات میں آپؑ نے ایک عظیم الشان بے نفس۔ خدا یاد۔ اسلام کی خادم جماعت پیدا کر دی۔ خطرناک اور وبائی حالت میں بڑے بڑے ڈاکٹر بلائے جاتے ہیں۔ تندرستی اور صحت کے زمانہ میں تو ڈاکٹروں کو پوچھتا ہی کوئی نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ روحانی بیماریوں کے وقت روحانی ڈاکٹر بھیجتا ہے۔ جسمانی ڈاکٹروں کے نسخے تو خطا بھی کر جاتے ہیں۔ لیکن روحانی ڈاکٹر یعنی انبیاء اور دینی مصلحوں کے بتائے ہوئے علاج اپنا اثر دکھلاتے ہیں۔ اور وہ دنیا سے کامیاب رخصت ہوتے ہیں۔ پس عین صدی کے سر پر حضرت مرزا صاحبؑ کا ہی دعویٰ کرنا جبکہ دنیا کی حالت قابل اصلاح تھی اور آپکا خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک دنیا کی اصلاح کر جانا اور صحیح طریق واضح کر جانا یہ پختہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپؑ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔

(۲) دوسرا اصول قرآن مجید نے مدعی نبوت کی صداقت کیلئے یہ مقرر فرمایا ہے کہ دعویٰ کرنے سے پہلی زندگی دشمن۔ دوست۔ اپنے اور غیر کی نظر میں پاکیزہ صاف۔ اور مطہر ہونی چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سچائی کیلئے یہی دلیل کفار مکہ کے سامنے رکھی اور فرمایا:۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون (سورہ یونس) کہ دعویٰ کرنے سے پہلے مَیں نے تم میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ گذارا ہے۔ تم مجھے کہتے ہو کہ مَیں جھوٹا ہوں۔ اور مَیں نے خدا پر افتراء کیا ہے کیا تم بتا سکتے ہیں کہ عمر کے اتنے بڑے حصہ یعنی ۴۰ برس کے بعد معاً مَیں خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے لگ جاؤں افلا تعقلون کیوں تم نہیں سوچتے اور عقل سے کام لیتے؟

عقل انسانی اس بات کو تسلیم ہی نہیں کر سکتی کہ ایک شخص جو ساری عمر نیکی و پارسائی میں گذار دے وہ یکایک خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے لگ جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے اپنی صداقت کیلئے دلیل یہ پیش کی کہ چالیس برس کی پاکیزہ زندگی ثبوت ہے اس بات کا کہ مَیں اپنے دعویٰ نبوت میں سچا ہوں اور مَیں نے خدا تعالیٰ پر افتراء نہیں کیا۔

یہی دلیل حضرت مرزا صاحبؑ نے دنیا کے سامنے پیش کی اور فرمایا:۔

"تم کوئی عیب۔ افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ افتراء کا عادی ہے۔ یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اُس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ میں قائم رکھا اور سوچنے والوں کیلئے یہ ایک دلیل ہے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

حضرات غور فرمائیے کیا کسی جھوٹ اور افتراء کے عادی کو بھی یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اس طرح دنیا کو للکارے اور زبردست تحدی کے طور پر یہ کہے۔ ہرگز نہیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر لطف یہ کہ آپ کی زندگی کے متعلق کوئی شخص کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کرتا بلکہ آپ کی مدح و تعریف میں ہی لوگ گیت گاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی جو مسلمانوں کا ایڈوکیٹ اور مولویوں کا سردار تھا وہ آپ کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

"مولف براہین احمدیہ (حضرت مرزا صاحبؑ) مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رُو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیز گار اور صداقت شعار ہیں۔" (اشاعت السنۃ جلد ۷ نمبر ۹)

"ہماری رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ) اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آجتک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا۔ اور اس کا مولف (حضرت مرزا صاحبؑ) بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔" (اشاعت السنۃ جلد ۶)

اسی طرح مولوی ثناء اللہ امرتسری مشہور دشمن احمدیت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷-۱۸ سال کی تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پا پیادہ تنہا قادیان گیا۔" (رسالہ تاریخ مرزا صفحہ ۵۳)

پس قرآن مجید کی رُو سے آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی دشمن۔ دوست۔ اپنے غیر۔ مسلم اور غیر مسلم کی نظر میں نہایت پاکیزہ اور صادقانہ ہے۔ اور آپ کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کا پاکیزہ ہونا۔ اور دشمنوں کا بھی اقرار کرنا یہ یقینی ثبوت ہے، اس بات کا کہ آپ دعویٰ میں بھی سچے تھے اور صادق تھے۔

نوٹ:۔ احمدی مبلّغ کے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی شہادت پیش کرنے پر سائیں لال حسین نے اپنے صدر مسٹر عبد الرحمان بیرسٹر سے کہا کہ وہ احمدی مبلّغ کو روکیں از رُوئے شرائط یہ شہادتیں نہیں پیش کر سکتا۔ احمدی صدر نے اگرچہ اس کا جواب دیدیا تھا کہ شرائط کی رُو سے یہ شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن مزید تسلّی کے لئے احمدی مبلّغ نے کہا۔

دیکھئے حضرات! شرط کے الفاظ ہیں "قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب، قادیانی کے اقوال ہی پیش ہو سکیں گے بطور دلیل۔"

قرآن مجید سے میں نے بطور دلیل فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون کا معیار پیش کیا اب اس دلیل کی تائید میں کہ یہ حضرت مرزا صاحبؑ پر صادق آتی ہے آپ کے سردار مولوی محمد حسین صاحب اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناءاللہ صاحب کی شہادت پیش کی ہے۔ شرط میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ بطور تائید علماء اسلام کے حوالجات پیش نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر میں بطور دلیل کے ان اقوال اور شہادات کو پیش کرتا تو آپ روک سکتے تھے۔ لیکن میں تو دلیل کے طور پر نہیں بلکہ دلیل کی تائید میں شہادت پیش کر رہا ہوں۔ لہذا شرائط کی رُو سے میرا حق ہے کہ میں یہ پیش کروں۔ ورنہ "بطور دلیل کے" الفاظ کا فائدہ کیا۔ یہ الفاظ تو رکھے ہی اس غرض سے تھے کہ تائید میں دوسرے علماء کے حوالوں سے کام لیا جا سکے۔

تیسرا اصول قرآن مجید نے مُدعی نبوت کی صداقت کیلئے یہ پیش کیا ہے کہ نبی بالعموم لوگوں کے خیالات اور اعتقادات کے خلاف تعلیم پیش کرتا ہے۔ اور یہی وجہ اس کی مخالفت کی ہُوا کرتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی تعلیم دی لیکن مشرکین برخلاف توحید کے سینکڑوں بُتوں کی پوجا کرتے تھے۔ حضورؐ جب بُتوں کی مذمّت اور خدائے واحد کی وحدانیت اور قُوّت کو بدلائل بیان کرتے تو کفار عرب اور مشرکین کو یہ بہت بُرا معلوم ہوتا۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ آپؐ کی مخالفت کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

کلما جاءھم رسول بما لا تھویٰ انفسھم فریقاً کذّبوا وفریقاً یقتلون (مائدہ ع ۹)

جب بھی خدا کا رسول ان کے پاس ایسی تعلیم لیکر آیا جو ان کے نفس نہیں چاہتے تھے۔ ایک گروہ کو تو جھٹلا دیا اور ایک گروہ کے قتل کے درپے ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام کی مخالفت کرتے ہیں اور تکبّر اور غرور سے خدا کے مامور کی تکذیب میں مصروف ہیں کیونکہ آپؑ نے اُن تمام امیدوں کو جو مسلمانوں کو مسیحؑ سے تھیں خاک میں ملا دیا۔ اور اُن کی غلطیوں کو آکر آشکارا کیا اور اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مثلاً مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ جب مہدی آئیگا تو وہ تلوار سے تمام کافروں۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں کی یا تو گردنیں اُڑا دیگا اور یا اُنہیں مجبوراً اسلام قبول کرنا ہوگا۔ اور مسلمانوں اور جمعراتی مولویوں کے گھروں کو مال و دولت سے بھر دیگا اور یہ کہ حضرت مسیحؑ کو جب مصیبت آنے لگی تو خدا تعالیٰ نے فوراً اُن کو آسمان پر اُٹھا کر بچا لیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاں خدا کے سب سے پیارے مقدّس سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف آئی۔ دانت شہید ہوئے ٹخنوں سے خون بہنے لگ گیا مگر آپؐ کی حفاظت نہ کی۔ مسیحؑ نے پرندے پیدا کیئے اور مُردے زندہ کیئے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار اور شاہ لولاک ایک چڑیا بھی نہ پیدا کر سکے۔ اور نہ ہی کسی مُردے کو زندہ کر سکے۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قُوّت قدسیہ سے کوئی اور قدّوس نہیں بن سکتا۔ حتّٰی کہ آپؐ کی اُمّت کیلئے بغرض اصلاح مسیح اسرائیلی کو لایا جائیگا۔ جیسے کسی حکومت میں کوئی قابل شخص نہ مل سکے تو دوسری حکومت سے عاریۃً کسی آفیسر کو لیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی ریاستوں میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کر کے اپنی ریاست کے انتظام کیلئے آفیسر عاریۃً لیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان تمام عقیدوں کے خلاف حضرت مرزا صاحبؑ نے قرآن مجید سے بتایا کہ آپ کی قوّت قدسیہ اتنی عظیم الشان اور زبردست ہے کہ خدا کے فضل سے آپؐ کی پیروی کر کے انسان خدا کا پیارا اور اُس کا ہم کلام ہو کر نبی بن جاتا ہے جس اُستاد کے شاگرد اتنے اعلیٰ انعامات حاصل کرنیوالے ہوں بھلا اُس کی عظیم الشان روحانی قوّت کا بھی کوئی اندازہ ہے۔ اور بلحاظ آپؐ قوّت قدسیہ کے زندہ ہیں اور اب کسی نبی کی قوّت قدسیہ کو وہ مقام حاصل نہیں جو حضورؐ کو ہے۔

اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ پرندوں کے خالق نہ تھے کیونکہ خالق صرف خدا تعالیٰ ہی ہے اور نہ ہی مسیحؑ نے مُردے زندہ کیئے۔ بلکہ دوسرے نبیوں کی طرح روحانی مُردے زندہ کیئے مگر وہ بھی نیم مردہ اور نیم زندہ تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسے مُردے زندہ کیئے کہ وہ دوسرے مُردوں کو زندہ کرنیوالے ثابت ہوئے۔ اور یہ کہ مسیح و مہدیؑ نے کسی کافر کو نہ قتل کرنا ہے اور نہ ہی دین اسلام کے پھیلانے کیلئے اُس نے تلوار اُٹھانی ہے۔ اور نہ ہی کفار کے اموال سے مولویوں کے گھروں کو بھرنا ہے۔ بلکہ روحانی دولت اور آسمانی بادشاہت اُس نے بسانی ہے۔ وبس

ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہُوا کہ تکذیب کا ایک طوفان برپا کیا گیا اور ایک کونے سے لیکر دوسرے کونے تک حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی گئی۔ آپؑ کو جھٹلایا گیا کیونکہ آپؑ نے صحیح اسلامی تعلیم پیش کی ملونوں کی تردید کی ان کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا اور یہی ہر ایک نبی کرتا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے لوگوں کی خواہشات کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔

پس حضرت مرزا صاحبؑ کے اپنے دعویٰ میں سچے ہونیکا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ آپؑ نے انبیاء کی طرح خدا تعالیٰ سے علم پاکر قرآن مجید کے مطابق وہ تعلیم پیش کی جو عوام کے عقائد کے خلاف تھی۔ اور اسی بناء پر آپؑ کی مخالفت کی گئی۔ بایں ہمہ آپؑ ایک ایسی جماعت کے بنانے میں کامیاب ہوئے جو صحیح اسلامی تعلیم کو سمجھنے والی ہے اور اُس پر عمل کرنے والی ہے۔

چوتھا ثبوت آپؑ کی صداقت کا یہ ہے کہ ہر مدعی نبوت باوجود اس کے کہ وہ ایسی تعلیم پیش کرتا ہے جو لوگوں میں تقویٰ و صلاح کی تحریک کرتی ہے۔ مگر باطل پرستوں میں عداوت و دشمنی کی خطرناک آگ بھڑک اُٹھتی ہے لیکن پھر بھی وہ کامیاب و کامران ہوتا ہے اور دنیا کی مخالفت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر مخالفت کی گئی۔ آپؐ کو اور آپؐ کے مشن کو مٹانے کیلئے خطرناک جنگیں ہوئیں مگر نتائج بتاتے ہیں کہ آپؐ غالب رہے اور دشمن اسلام مغلوب و ناکام رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ (المجادلہ) کہ یہ نوشتہ الٰہی ہے کہ خدا کے رسول آخر کار غالب رہیں یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جسے کوئی پورا ہونے سے روک نہیں سکتا۔ دنیا کی طاقتیں اور حکومتیں اس بات کی قدرت نہیں رکھتیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے وعدہ میں رخنہ پیدا کر سکیں۔ اسی معیار کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کی حالت دیکھتے ہیں تو دنیا کی کوئی قوم ایسی دکھائی نہیں دیتی جس نے آپؑ کی مخالفت نہ کی ہو۔ اور آپؑ کے مشن کے مٹانے کی کوشش نہ کی ہو۔ لیکن کیا آپؑ کا مشن مٹ گیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ آپؑ اکیلے تھے۔ کمزور و ناتوان تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اُس کا رسول غالب رہیگا آخر جو نتائج نکلے تو وہ یہی کہ حضرت مرزا صاحبؑ کامیاب و غالب رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دنیا بار بار زور لگاتی ہے اور پھر تھک کے چور ہو جاتی ہے اور کچھ نہیں بنتا۔ اور اِدھر خدا کا وعدہ پورا ہوتا ہے اور احمدؑ قادیانی کو خدا غلبہ عطا کرتا ہے۔ آپؑ کی پیش کردہ تعلیم اور خیالات دنیا میں پھیل جاتے ہیں اور دنیا انہیں تیزی سے قبول کرتی جا رہی ہے۔

پانچواں ثبوت حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کا یہ ہے خدا تعالیٰ آپؑ کے پاس دنیا کے مختلف اطراف سے ایسی سعید روحیں لایا جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ اور ہر سال ہزاروں ہزار انسان ایسے ہیں جو سلسلہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور دن بدن آپؑ کی جماعت بڑھتی جاتی ہے آپؑ کی روحانی زمین ترقی کرتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے اور دشمن احمدیت دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تھے۔ خدا نے آپؐ کو جماعت دی آپؐ کو دن بدن ترقی اور دشمنوں کو دن بدن خسارا آپؐ کی جماعت کی تعداد بڑھتی گئی اور دشمن اسلام کی کم ہوتی گئی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ افلا یرون انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون (الانبیاء ع۴)

کیا یہ کفار نہیں دیکھتے کہ ہم کفار کی زمین کو اُس کے اطراف سے آہستہ آہستہ کم کرتے آ رہے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ غالب آئینگے؟

بعینہٖ اسی اصول کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کے ماننے والے آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں اور منکروں کی زمین آہستہ آہستہ کم کی جا رہی ہے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے دعویٰ میں سچے تھے اسی لئے تو دن بدن آپکے ماننے والے آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں۔

چھٹا ثبوت جو میں حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کیلئے قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ صادقوں کی نصرت اور اُنکی مدد فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (المومن ع۶)

کہ یقیناً ہم اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں اور اُن کے ماننے والوں کی بھی خاص نصرت کرتے ہیں نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی۔ اور اگر خدا تعالیٰ اپنے پیارے رسولوں کی مدد اس دنیا میں نہ کرے اور اُن کی خاص الخاص تائید نہ فرمائے تو سچے اور جھوٹے صادق اور کاذب میں امتیاز ہی کیا رہے۔ اور انبیاءؑ کی نصرت یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں اُن کو خاص قبولیت دی جاتی ہے اور اُن کے مشن کو خدا تعالیٰ ترقی دیتا ہے۔ چنانچہ اسی سال ہزاروں شخص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ (اور اسوقت تک جبکہ یہ مناظرہ مرتب کیا جا رہا ہے مناظرہ کے بعد کئی سو کی تعداد میں لوگ احمدیہ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور خدا کے فضل سے صرف مشرقی افریقہ میں بھی پانچ شخص احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللّٰھمّ زد فزد)

ساتواں ثبوت جو انبیاءؑ کی سچائی کیلئے خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعجازی کلام دیا جاتا ہے جس کے مقابل دنیا کے فصیح بھی گنگ ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو للکارا کہ آؤ قرآن مجید کے مقابل میں اس جیسی ایک ہی سورۃ بنا کر پیش کرو۔ اگر تم اس جیسی ایک سورۃ بھی بنا سکو تو سمجھو مَیں جھوٹا ورنہ میری صداقت میں کوئی شبہ نہ ہوگا۔ فرمایا:۔

امر یقولون افتراہ قل فأتوا بعشر سور مثله مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ (ہود ع ۲) کیا لوگ قرآن مجید کو جو خدا کی طرف سے الہام ہے افترا قرار دیتے ہیں۔ اگر سچے ہیں تو اس جیسی دس سورتیں ہی بنا کر دکھائیں اور تمام مددگاروں کو بھی ساتھ ملالیں۔ اگر اس مقابلہ کی وہ تاب نہ لا سکیں تو یقین کر لو کہ یہ کلام خدا کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفتری نہیں بلکہ سچے ہیں اور منجانب اللہ ہیں۔ کیا واضح بیان فرمایا کہ خدا کی بنائی چیز کوئی انسان نہیں بنا سکتا ہاں ایک انسان کی بنی ہوئی چیز یقیناً دوسرا انسان اُس جیسی یا اُس سے اچھی بنا سکتا ہے۔ اور یہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے چونکہ قرآن خدا کا کلام ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو تو اور کوئی انسان بنا لے اس لئے کس کی طاقت ہے کہ وہ اس جیسا کلام بنائے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے عربی میں کتابیں لکھیں اور قرآن مجید کی برکت سے آپ کو معجزہ دیا گیا۔ چنانچہ اعجاز المسیح عربی زبان میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور لکھا کہ:۔

فانه کتاب لیس له جواب من قام للجواب فسوف یری انه تندم وتذمّر اور خدا تعالیٰ کے حکم سے اعلان کیا منعه مانع من السماء۔ یعنی یہ اعجاز المسیح ایک ایسی کتاب جس کا کوئی جواب نہ ہو سکیگا اور جو اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اُٹھیگا وہ آخر کار پشیمانی اُٹھائیگا۔ اور اُس کے لئے آسمانی روکیں پیدا ہو جائینگی۔ حالانکہ ستر دن اور نقد کا انعام بھی رکھا گیا لیکن آج تک کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اعجاز المسیح کے مقابل پر اتنی مدت میں سورہ فاتحہ کی فصیح و بلیغ زبان میں تفسیر لکھ سکتا اور آجتک۔ یہ کتاب بانگ دہل حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کر رہی ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے مولوی اور عربی جاننے والے موجود تھے لیکن اُن کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نصرت نہ تھی اس کی تائید و مدد سے وہ محروم تھے۔ اس لئے وہ اس اعجازی کلام کے مقابل پر ایسے ہی فصیح و بلیغ تفسیر لکھنے سے قاصر ہے اور خدا کا نوشتہ پورا ہوا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی سچائی روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی۔

آٹھواں ثبوت:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حاجزین (سورہ الحاقہ) یعنی اے کفارِ عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ میں اس لئے سچے ہیں کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تو یہ مہلت جو اُن کو ملی ہے کبھی نہ ملتی۔ اور جو عرصہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کیلئے یعنی ۲۳ برس کا دیا گیا ہے وہ بھی نہ دیا جاتا بلکہ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو خدا تعالیٰ فوراً آپ کو پکڑ لیتا اور آپکے ہلاک کر دیتا اور آپ کو دنیا سے نیست و نابود کر دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر چونکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ آپؑ کو وقت دیا گیا اور ۲۳ سال کا عرصہ دیا گیا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ آپؐ کا دعوٰی اپنی طرف سے نہ تھا بلکہ خدا کی طرف سے تھا اس لئے تو آپؐ کو اسقدر عرصہ دیا گیا اور نہ آپؐ کو ہلاک نہ کیا گیا۔ یہی دلیل حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی کے ثبوت میں اسوقت پیش کرتا ہوں کہ اگر آپؑ کا دعوٰی اپنی طرف سے ہوتا اور جھوٹا ہوتا تو خدا تعالیٰ فوراً آپؑ کو نیست و نابود کر دیتا اور آپؑ کو اپنے مشن کی تکمیل کیلئے اُسقدر عرصہ نہ دیا جاتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ لیکن چونکہ آپؑ کو ۲۳ برس سے زیادہ عرصہ قریباً تیس ۳۰ برس کا تبلیغ اسلام اور اپنے مشن کی تکمیل کیلئے ملا۔ جو یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ آپؑ کا دعوٰی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا اور آپؑ مفتری نہ تھے بلکہ سچے و راستباز تھے۔ ورنہ بہت جلد آپؑ قتل کر دیئے جاتے اور تباہ و برباد کیے جاتے۔

نواں ثبوت:۔ اس امر کا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوٰی میں سچے تھے یہ ہے کہ خدا پر جو افتراء کرتے ہیں وہ کبھی کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتے فرمایا:۔

فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح المجرمون (یونس)

اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر افتراء کرتا ہے یا اس کی آیات کو جھٹلاتا ہے خدا پر افتراء کرنیوالے اور تکذیب کرنیوالے کبھی کامیابی و کامرانی نہیں حاصل کرینگے۔

اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنے دعوٰی میں سچے نہ ہوتے اور خدا تعالیٰ پر افتراء کیا ہوتا تو خدا تعالیٰ کبھی آپؑ کو کامیابی عطا نہ فرماتا۔ لیکن آپؑ کا اپنے مقصد میں کامیاب ہونا اور آپؑ کے مشن کا ترقی کرنا اور آپؑ کی جماعت کا دنیا کے کناروں تک پُہنچ جانا۔ اور احمدیت کا ہر ایک ملک میں پھیل جانا یہ پختہ دلیل ہے اس بات کی کہ آپؑ اپنے دعوٰی میں سچے تھے تبھی کامیابی حاصل ہوئی ورنہ لا یفلح المجرمون کیا مجرم بھی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر مجرم اور جھوٹے دعوٰی کرنیوالے بھی کامیاب ہو جائیں تو خدا کا یہ فرمان غلط ہو جائے پس خدا کا فرمان سچا اور اُس کے مطابق جو کامیابی حاصل کرتا ہے وہ بھی سچا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ اپنی کتاب تفسیر ثنائی کے مقدمہ صلا میں لکھتے ہیں: "خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونیکے جھوٹے نبی کی اُمت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے" پس اگر حضرت مرزا صاحبؑ بھی سچے نہ ہوتے تو آپؑ کی بھی کوئی جماعت نہ ہوتی خدا تعالیٰ آپؑ کو سچے نبیوں کی طرح سرسبزی بھی نہ دکھاتا۔ لیکن چونکہ آپؑ صادق تھے اور خدا کی طرف سے ہی دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آپؑ کو کامیابی دی۔ اور ایسی جماعت دی جو اسلام کیلئے ہر وقت جان و مال قربان کرتی رہتی ہے اور ایسی سرسبزی دکھائی کہ دنیا بھی انکار نہیں کر سکتی۔

دسواں ثبوت:۔ اللہ تعالیٰ نے صادقوں کیلئے ایک نشان یہ بھی مقرر فرمایا ہے کہ یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للّٰہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ ولا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واللّٰہ علیم بالظالمین۔" (سورہ جمعہ) اگر تم اس دعویٰ میں کہ خدا کے حقیقی دوست تم ہی ہو اور تمہارے سوا کوئی نہیں سچ پر ہو۔ تو آؤ اور موت کی تمنّا کرو۔ وہ لوگ جو اپنے اس دعویٰ میں سچے نہیں بلکہ جھوٹے ہیں وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کرینگے۔ کیونکہ ایسے جھوٹے لوگوں کو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ وہ ظالم ہیں اور وہ موت کی تمنّا ہرگز نہیں کرینگے۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنے اس دعویٰ میں کہ وہ خدا کے پیارے ہیں اور خدا کی طرف سے ہی مامور کیے گئے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح کریں سچے نہ ہوتے تو آپ کبھی بھی خدا تعالیٰ کے دربار میں مندرجہ ذیل دردناک الفاظ میں موت کی تمنّا نہ کرتے۔ سے

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دیدہ استی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کُن منِ بدکار را — شاد کُن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار — ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من — دشمنم باش و تباہ کُن کارِ من

(حقیقۃ المہدی)

اے زمین و آسمان کے پیدا کرنیوالے اور تمام قدرتوں کے مالک خدا تیری ہر ایک دل پر نظر ہے اور تجھ سے کوئی چیز مخفی نہیں اگر تُو سمجھتا ہے کہ میرا وجود دنیا کی اصلاح کا باعث اور فسق و فجور سے ملوّث ہے تو مجھ بدکار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور دشمنوں کے گروہ کو خوش و خرّم کر میرے در و دیوار پر آگ برسا میرا دشمن ہو جا اور میرے اس تمام کاروبار کو تباہ کر دے۔

حضرات! خدارا غور فرمائیں۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ جھوٹے اور ظالم کبھی موت کی تمنّا نہیں کرتے ولا یتمنونہ ابداً کیونکہ وہ اپنے گندے اعمال سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے ظالم تھے فاسق تھے تو کبھی آپؑ موت کی تمنّا نہ کرتے کیونکہ خدا کا کلام یہ کہتا ہے کہ ظالم و فاسق موت کی تمنّا نہیں کیا کرتے مگر حضرت مرزا صاحبؑ تو ایسی خطرناک پُرسوز اور درد سے بھرے ہوئے الفاظ میں موت کی تمنّا کرتے ہیں جو ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ جھوٹے اور ظالم نہ تھے ورنہ جھوٹے کو ایسی جرأت نہیں ہوتی۔ پھر لطف یہ کہ خدا تعالیٰ بھی آپؑ کو ہلاک نہیں کرتا اور نہ ہی اس بددعا پر آپ کو پکڑتا ہے بلکہ آپ کو دن بدن نمایاں کامیابی عطا فرماتا ہے آپؑ کے مشن کو ترقی دیتا ہے اور آپؑ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ کیا یہ آپؑ کی سچائی کا یقینی ثبوت نہیں؟ کاش کہ آپ لوگ خالی الذہن ہو کر غور کریں اور دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کا کلام جو سچا کلام ہے آپؑ کی سچائی پر شہادت دے رہا ہے اور پکار پکار کر بتا رہا ہے کہ جھوٹے موت کی تمنّا نہیں کیا کرتے۔ جھوٹے کامیاب و کامران نہیں ہوا کرتے۔ جھوٹے تئیس برس کی مہلت نہیں دیئے جاتے۔ جھوٹے سرسبزی اور جماعت نہیں دیئے جاتے۔ سچے کامیابی حاصل کرتے ہیں اور انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص تائید اور نصرت دی جاتی ہے۔ اور یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام باتیں اور اصول جو قرآن نے سچّوں کیلئے مقرر فرمائے ہیں وہ حضرت مرزا صاحبؑ میں پائے جاتے ہیں۔ اور آپ کی سچائی کا اعلان کر رہے ہیں۔ پس اے خدا کے بندو! اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی محبت کا دعویٰ کرنیوالو! آؤ میں تمہیں خدا کے کلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مبارک ہے وہ جو خدا کے کلام کو قبول کرتا ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔ اے اُمتِ محمدیہ کے نونہالو! تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عشق کا دعویٰ ہے۔ آؤ! آج تمہارے عشقِ محمدؐ کا امتحان ہے۔ کون ہے تم میں سے جو خدا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر کان دھرتا ہے اور انہیں اپنے دل میں جگہ دیتا ہے۔ کیونکہ محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلعم نے بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کیلئے بہت سی علامات بیان فرمائیں منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه (دارقطنی صفحہ ۱۸۸)

اُمتِ محمدیہ میں جو مہدی موعودؑ ہونیوالا ہے اور جس کا حضرت مرزا صاحبؑ کو دعویٰ تھا اس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی موعودؑ کی صداقت کے دو نشان ہیں اور یہ صداقت کے نشان کبھی کسی کیلئے جب سے دنیا بنی ہے ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند کو (چاند گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات کو اور (سورج گرہن کے دنوں میں سے) درمیانے دن کو سورج کو گرہن لگیگا چنانچہ یہ گرہن ۱۳۔ رمضان مطابق ۱۳۱۱ھ ہجری چاند کو اور سورج کو ۲۸ رمضان کو گرہن لگا۔ پس آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق چاند اور سورج کو رمضان کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پر لگنا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپؑ ہی مہدی معہودؑ تھے اور اگر آپؑ سچے نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ آپؑ کیلئے ان نشانات کو ظاہر نہ کرتا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ)

کہ ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ اس اُمت کیلئے ایک ایسے شخص کو مبعوث کریگا جو اس کے دین کو آکر تازہ کرتا رہیگا اور اسلام کو صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کریگا۔ حضور علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق پچھلی تیرہ صدیوں میں ایسے برگزیدہ بندے آتے رہے۔ چودھویں صدی جو گذشتہ صدیوں کے لحاظ سے بہت زیادہ خطرناک تھی اور فتنہ دجّال کا زبردست دنیا میں جال بچھا ہوا تھا۔ خود مسلمانوں کی حالت قابلِ اصلاح تھی۔ عقائد کو بگاڑ دیا گیا تھا پس کوئی وجہ نہ تھی کہ اس صدی میں خدا تعالیٰ کسی بندے کو نہ بھیجتا۔ اور چونکہ صدی کے سرے پر سوائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اور کوئی شخص اس بات کا مدعی نہیں ہوا لہذا ماننا پڑتا ہے کہ آپؑ ہی وہ شخص ہیں جو دینِ اسلام کو تازہ کرنے اور اس کی اشاعت کیلئے مامور کیے گئے ہیں۔ اور اگر آپؑ کا انکار کر دیا جائے تو پھر حضورؐ کا فرمان نعوذ باللہ غلط ہوتا ہے کیونکہ کوئی اور شخص ایسا نہیں ملتا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو اور تجدیدِ اسلام کا کام باحسن کر دکھایا ہو۔ اور جیسا کہ آنحضرتؐ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا ہے کہ چودھویں کا مجدد ہی دراصل مہدیؑ ہوگا اور مسیح موعودؑ ہوگا اس لئے حضرت مرزا صاحبؑ ہی دراصل مسیح موعود اور مہدی ہیں۔ اور اگر آپؑ نہ آتے تو یقیناً کسی اور کو آنا چاہیئے تھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برقرار رہتا اور دشمنانِ اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے متعلق کسی قسم کی نکتہ چینی کا موقعہ نہ مل سکتا۔

اگر آج غیر مسلم حضرات مسلمانوں سے یہ پوچھیں کہ بتاؤ اس پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد کون ہے تو وہ نہیں بتا سکتے لیکن احمدی جماعت میدان میں آئیگی اور کہے گی کہ حضور علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بھی سچی ہے اور اس پیشگوئی کے مطابق عین صدی کے سرے پر حضرت مرزا صاحبؑ نے دعویٰ کیا اور خدا تعالیٰ نے آپؑ کی تائید میں ہزارہا نشانات دکھائے۔ لیکن اے بھائیو! تمہارے پاس سوائے اس کے کیا جواب ہو سکتا ہے کہ تم کہدو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پچھلے تیرہ سو برس میں تو پوری ہوتی رہی لیکن اس صدی میں جو اصلاح کی زیادہ محتاج تھی یہ بات خدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ بھول گئی کہ وہ کسی بندے کو مامور مقرر کرتا

پس اگر تمہارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہے تو آؤ اور اس کے فرمان کو سچا قرار دیتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اس صدی کے سر پر سوائے حضرت مرزا صاحبؑ کے اور کسی شخص کا دعویٰ موجود نہیں۔ اور اگر انکار کروگے تو یاد رکھو کہ خدا کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی صداقت پر تبر چلانے والے ٹھیروگے اور مخالفین اسلام کو اس پر مزید اعتراضات کرنیکا موقعہ دوگے اور کل نہیں تمہارے اس انکار سے یہ موقع مل جائیگا کہ وہ کہیں کہ دیکھو نبی اسلام کی یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور یہ صدی خالی چلی گئی اور خدا تعالیٰ نے کسی بندے کو اصلاح خلق اور دین اسلام کی تجدید کیلئے مامور نہ فرمایا۔ پس امن کا طریق یہی ہے کہ اس صدی کے مجدد اور اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ پر ایمان لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ایمان کا ثبوت پیش کرو۔

حنفی مناظر

ہاں جناب! احمدی مناظر نے ہمارے سامنے اسوقت قرآن شریف سے دس آیتیں پیش کرکے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب سچے تھے۔ مگر وہ خود آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹ میں لکھتے ہیں کہ مجھے قرآن کی رُو سے نہ پرکھو۔

احمدی مناظر

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹ میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مجھے قرآن کریم کی رُو سے نہ پرکھو۔ صفحہ ۳۳۹ کا ایک ایک لفظ پڑھ جائیں اور بتائیے کہ یہ الفاظ کہاں ہیں۔ ناحق مخلوق خدا کو دھوکا دینا اچھا نہیں ہوتا۔ اس لئے تو آپ شرائط میں زور دیتے تھے کہ کتاب وغیرہ کا حوالہ نہ پوچھا جائے۔ اور جو آپکے دل میں آئے آپ کہتے چلے جائیں۔

ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مومن بھی قرآن مجید کی رُو سے پرکھا جاتا ہے چہ جائیکہ ایک مامور من اللہ کو ہم قرآن سے نہ پرکھیں۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ہر ایک تصنیف میں ہر ایک تقریر میں اپنی صداقت کو قرآن مجید سے ہی واضح کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہر موقعہ پر قرآن کریم کو ہی پیش کیا ہے ہاں حضورؑ نے یہ لکھا ہے "ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر، کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اُس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لا دیں" ص ۳۳۹

اگر ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ فرمایا کہ "مجھے قرآن کریم کی رُو سے نہ پرکھو" تو ادنیٰ سمجھ کا انسان بھی معلوم کر سکتا ہے کہ یہ نتیجہ مندرجہ بالا الفاظ سے کسی صورت میں نہیں نکل سکتا ان الفاظ میں تو حضورؑ نے صاف فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو جو نبی متبوع کا متبع ہے یعنی غیر شرعی نبی ہے اُسے ایسے انبیاء کی طرح آزمائش کرنا جو نیا دین۔ نیا قبلہ مقرر کرانے والے ہوں اور بعض احکام کو منسوخ اور بعض نئے احکام لانیوالے ہوں یعنی صاحب شریعت نبی کی طرح آزمانا ہرگز ہرگز درست نہیں۔ حضرت رسول کریم صلعم صاحب شریعت تھے آپ نیا قانون نیا قبلہ۔ نیا دین لائے۔ اب حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی یہ کہا جائے کہ وہ کونسا نیا دین۔ نیا حکم۔ نیا قبلہ اور نیا قانون لائے یہ مطالبہ درست نہ ہوگا۔ یہ تو صرف شرعی نبیوں کی ہی خصوصیت ہے۔

اور مَیں نے قرآن مجید سے جو اصول اسوقت پیش کئے ہیں وہ اصول مطلق نبوّت کیلئے ہیں جن کا پایا جانا ہر ایک نبی میں ضروری ہے۔ اور چونکہ یہ تمام باتیں حضرت مرزا صاحبؑ میں پائی جاتی ہیں اس لئے آپ اپنے دعویٰ نبوّت میں سچے ہیں۔ اور نبوّت تو ایک بڑی چیز ہے کسی مومن کے ایمان کو معلوم کرنا ہو تو اُسے بھی قرآن سے ہی پرکھا جائیگا لیکن مومن میں اگر کوئی شخص نبیوں والی شرائط کے پائے جانے کا مطالبہ کرے تو فضول ہوگا۔ اسی طرح نبی متبوع کے متبع نبی سے شرعی نبی کیلئے جو شرائط ہیں اُن کا غیر شرعی نبی میں ہونے کا مطالبہ بھی لغو ہوگا۔ اور یہی بات حضرتؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں بیان کی ہے

مرزا صاحبؑ کی دعویٰ سے پہلی زندگی بھی پاک نہ تھی کیونکہ وہ حیات مسیح کے قائل تھے اور مسیح کو زندہ سمجھنا اُن کے نزدیک شرک ہے لہٰذا وہ دعویٰ سے پہلے مشرک ہوئے۔ پھر قادیان کے آریہ گواہ ہیں کہ مرزا صاحبؑ نہایت بُرے آدمی تھے اور اُن کی زندگی پاک نہ تھی چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵ میں ان آریوں کے الفاظ کو خود ہی لکھا ہے جو یہ ہیں "اخبار شبھ چنتک کے ..... پرچہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے۔ نفس پرست ہے۔ فاسق ہے۔ فاجر ہے" اور پھر پرچہ

مَیں نے اپنی پہلی تقریر میں یہ بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اُس کے نبی جب تک دعویٰ نہ کریں دنیا کے لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں اُس کی زندگی اور اسکے کیریکٹر پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ اُسے پاکیزہ۔ امین اور صادق خیال کرتے ہیں۔ اور اُنکی چالیس برس تک کی زندگی کا ہر ایک عیب سے منزہ ہونا کسی انسان تک پر جھوٹ نہ بولنا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ۴۰ برس کے بعد جو دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کرتا ہے اس میں بھی وہ جھوٹے نہیں کیونکہ کوئی عقل انسانی اس بات کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۳ر مئی سنہ ۱۹۰۶ء اور ۲۲ر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں بھی اس قسم کا حال لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی زندگی پاکیزہ نہ تھی۔

تسلیم ہی نہیں کر سکتی کہ ایک شخص جو چالیس سال تک۔ سمجھدار۔ نیک۔ امین۔ پارسا خیال کیا جاتا ہے وہ ایسا بدکار اور فاسق ہو جائے کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنا شروع کر دے پس دعویٰ سے پہلی زندگی کو خدا تعالیٰ نے دلیل رکھا جس سے دنیا کے لوگوں پر حجت ہو کہ چالیس برس تک تو تم اسے سچا کہتے رہے اور اب اسے جھوٹا کہتے ہو۔ دعویٰ کے بعد تو لوگ دشمن ہو جاتے ہیں اپنے بھی بیگانے بن جاتے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لمحہ یہ کہا کہ میں تمہاری طرف نذیر ہو کر آیا ہوں اُسی وقت ہی ابو لہب نے یہ کہدیا کہ تبا لک الھذا جمعتنا۔ تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تُو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔ مولوی لال حسین نے کہا کہ آریوں نے آپ کی زندگی پر اعتراض کیے مگر سنہ ۱۹۰۶ء جو تین چار دفعہ لکھا موجود ہے۔ اُس سے آنکھ بند کر لی۔ یہ ٹھیک ہے آریوں نے اعتراض کیئے مگر کیا دعویٰ سے پہلے؟ نہیں۔ سنہ ۱۹۰۶ء کے پرچوں میں شبھ چنتک نے لکھا اور یہ زمانہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد کا ہے اگر ہمت ہے تو دعویٰ سے پہلے کی زندگی کے متعلق کوئی عیب نکالو۔ اور حضورؑ کے چیلنج و تحدّی ہے کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے کو توڑ کر دکھاؤ۔ اور اگر سنہ ۱۹۰۶ء میں آریوں کے اعتراض کرنے سے آپؑ کی زندگی ناپاک ٹھیرتی ہے تو پھر تو تمہارے نزدیک کفار اور ابو لہب کے اعتراض بھی وزن رکھتے ہونگے لیکن حضورؐ سچے۔ کیونکہ قرآن نے جو تحدّی پیش کی ہے وہ دعویٰ سے پہلے کے متعلق ہے اور کفار اور ابو لہب و ابو جہل کا آپ کو جھوٹا کہنا دعویٰ کے بعد ہے۔ اس طرح یہاں بھی آریوں کا آپ کو جھوٹا وغیرہ کہنا دعویٰ کے بعد ہے جبکہ دنیا دشمن بن جاتی ہے اور دشمن بھی وہ جس کی جڑھوں میں حضرت مرزا صاحب نے پانی پھیر دیا اور بقول مولنا ابو الکلام آزاد "آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے" ایسے لوگوں کا اعتراض کرنا معنیٰ ہی کیا رکھتا ہے۔ دشمن کہے بات انہونی۔ آریوں کے اس لکھنے سے حضورؑ کے دعویٰ کی پہلی زندگی پر کوئی دھبہ نہیں آتا۔ اور پھر ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ دعویٰ سے پہلے بتاؤ کہ کسی نے آپؑ کی زندگی پر حملہ کیا ہو۔ اور آپؑ کے کیرکٹر پر کسی قسم کی نکتہ چینی کی ہو۔ دعویٰ کے بعد تو دشمن اعتراض کیا ہی کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ دعویٰ کرنے سے پہلے مشرک تھے کیونکہ آپؑ حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے اور آپؑ کے نزدیک حیاتِ مسیح کا عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نبیوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ اُن کی کسی بات کے متعلق راہنمائی نہ کرے اُسوقت تک وہ کوئی بات نہیں کہتے۔ حدیث میں لکھا ہے کہ کان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر بہ (مسلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک کسی بات کا آپ کو حکم نہ دیا جاتا اہل کتاب کی ہی موافقت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سالہا سال بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے رہے حالانکہ آپؐ کا دل نہ چاہتا تھا۔ اور اب اگر بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ تو نماز ہی قبول نہ ہو۔ اور کفر تک نوبت پہنچ جائے۔ تو کیا کوئی بیوقوف اس سے یہ نتیجہ نکالیگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے (نعوذ باللہ) ان میں شامل تھے۔

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔ مگر حضور نبی کریم صلعم نے غیر اللہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا " قد افلح وابیہ ان صدق (مسلم) "وابی بالجوح"۔ (مشکوٰۃ) ملا علی قاری صاحب نے فرمایا کہ یہ غالباً غیر اللہ کی قسم کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ پس جب ممانعت ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ غیر اللہ کی قسم شرک ہے تو آپ نے چھوڑ دی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کو جبتک اللہ تعالیٰ نے وفات مسیح کا مسئلہ نہ سمجھایا آپؑ بمطابق حدیث "یحب موافقۃ اھل الکتاب" عام مسلمانوں کا رسمی عقیدہ اختیار کیئے رہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا کہ قرآن مجید یہی کہتا ہے کہ مسیحؑ مر گیا ہے اور جس قسم زندگی مسیحؑ کو دی جاتی یہ ایک قسم کا شرک ہے تو آپؑ نے نبی کی طرح فوراً اسے ترک کر دیا اور بڑے زور سے اس کی تردید کی پس وہ عقیدہ جو اتمام حجت اور خدا تعالیٰ کے بتانے سے پہلے آپؑ کا تھا وہ آپؑ کی زندگی پر کسی قسم کا دھبہ نہیں لگاتا۔ اور پھر میں نے مسلمانوں کے ایڈوکیٹ مولوی محمد حسین بٹالوی جو حضورؑ کے اشد ترین دشمنوں میں سے تھا کے الفاظ پڑھ کر سنائے تھے کہ وہ لکھتا ہے کہ پچھلے تیرہ سو برس میں حضرت مرزا صاحبؑ جیسا کوئی اسلام کا خدمتگذار ہی پیدا نہیں ہوا گیا اسلام کی خدمت کرنیوالے مشرک ہی ہوا کرتے ہیں؟

قرآن مجید میں تو ہے کہ جب ضلٰل مبین ہو تو خدا نبی مبعوث کرتا ہے اور مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ (نور القرآن ص۷ حاشیہ) گمراہی تو ہے نہیں۔ پھر کسی کی ضرورت کیا ہے کہ وہ آئے اور اصلاح کرے۔

حضرات! سائیں لال حسین نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ نبی ضلٰل مبین یعنی کھلی کھلی گمراہی کے وقت بھیجا جاتا ہے میں نے اپنی پہلی تقریر میں واضح کیا تھا کہ کھلی گمراہی کا کیا مطلب ہے۔ لوگ زبان سے بے شک لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے موجود ہیں مگر اُن کے دل تو اس کی حقیقت سے خالی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کہلاتے تو نام اسلام ہیں، مگر تجارت کرتے ہیں شراب اور خنزیر کی۔ اب بتاؤ ایسے لا الٰہ کے پڑھنے کا کیا فائدہ حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب نور القرآن سے اگر سارے الفاظ پڑھے جاتے تو معلوم ہو جاتا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:-

"اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہ آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید و راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا" (نور القرآن ص۷ حاشیہ)

ان الفاظ سے یہ کہیں معلوم نہیں ہوتا کہ حضورؑ نے اس بات سے انکار کیا ہو کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالی اس زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ میں صرف اتنا فرق ہے کہ اُس زمانہ میں توحید نام کو بھی نہ تھی مگر اس زمانہ میں لوگوں کی زبانوں پر لا الٰہ الا اللہ ہے مگر دل گند و غلاظت سے پُر ہیں ویس۔ اور پھر حضورؑ کے یہ الفاظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا" صاف بتاتے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ اصلاح کا محتاج ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو بھیجدیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شریعت کو پھر تازہ کردے۔ اور لوگوں کے قلوب اور اندرونوں کی اصلاح کرے۔

مرزا صاحب کے ماننے والوں کا بڑھ جانا یہ کوئی سچائی کا ثبوت نہیں مسیلمہ کذّاب کے ماننے والے چھ سات ہفتوں میں ایک لاکھ کے قریب ہو گئے	میں نے اپنی پہلی تقریر میں بتایا تھا کہ نبیوں کے ماننے والے آہستہ آہستہ بڑھا کرتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ کہ مخالفوں کو

آہستہ آہستہ کم کرتے آتے ہیں اور مسلمانوں کو آہستہ آہستہ بڑھا رہے ہیں۔ اور یہ آنحضرت صلعم کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں لیکن جیسا کہ تم خود کہہ رہے ہو کہ چند دنوں میں مسیلمہ کذاب کے ماننے والے ایک لاکھ ہو گئے تھے مگر نتیجہ کیا ہوا کہ وہ جلد ہی ہلاک کر دیا گیا اور اسکے مرنے کے بعد ایک بھی شخص نہیں جو یہ کہتا ہو کہ میں مسیلمہ کذّاب کا ماننے والا ہوں۔ مگر حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کو بھی آج ایک عرصہ گذر گیا ہے مگر آپؑ کی جماعت دن بدن ترقی کرتی جارہی ہے۔ اور لاکھوں ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے خادم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں۔ اگر آپؑ کا دعویٰ بھی مسیلمہ کذّاب کی طرح ہوتا تو آپؑ کا انجام بھی ویسا ہوتا۔ اور اور آپ قتل و ہلاک کیئے جاتے۔ خدا تعالیٰ آپؑ کا نام و نشان مٹا دیتا۔ لیکن یہاں تو خدا تعالیٰ کا معاملہ حضرت مرزا صاحبؑ سے سچوں والا ہے۔

اور اگر تمہارے نزدیک جماعت کا ترقی کرنا کوئی سچائی کا ثبوت نہیں تو خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی صداقت میں فرمایا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کہ ہماری خاص نصرت ہوگی اور وہ اس طرح کہ کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہونگے۔ اب تمہارے جیسا کوئی دشمن اسلام کہدے کہ اسلام میں لوگوں کا فوج در فوج داخل ہونا یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ثبوت نہیں کیونکہ مسیلمہ کے ماننے والے بھی تو لاکھ ہو گئے تھے۔ تو تم کیا جواب دو گے؟ جو جواب تم دو وہی ہماری طرف سے سمجھ لو۔

اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ یہ خدا تعالیٰ اور قرآن کا بتایا ہوا اصول ہے کہ اس کے نبی اپنے مشن و مقصد میں غلبہ و ترقی حاصل کرتے ہیں۔ اور تمہارا اعتراض دراصل قرآن پر اعتراض ہے کہ اُس نے ایسا اصل کیوں تجویز کیا؟ اب تم غور کرلو کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت میں تم قرآن کی بھی مخالفت کر رہے ہو۔ تو تمہارا کیا انجام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے املی لھم ان کیدی متین یعنی میں جھوٹوں کو مہلت دیا کرتا ہوں اور احمدی مناظر کہتا ہے کہ مفتری یعنی جھوٹا مدعی نبوت جلد ہلاک ہو جاتا ہے یہ کہاں سے نکل آیا	میں نے کہا تھا کہ جھوٹا مدعی نبوت جلد ہلاک ہو جاتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مفتری اور جھوٹے مدعی نبوت کو فوراً تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں پر معاملہ مشتبہ نہ ہو جیسا کہ فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (الحاقہ) اور یہ جو فرمایا کہ واملی لھم ان کیدی متین تو یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جو سچے نبیوں کی تکذیب کرنیوالے ہوں خدا انہیں مہلت دیا کرتا ہے اس میں یہ ہرگز نہیں کہ جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالا ہو اُسے مہلت دی جاتی ہے چنانچہ اس سے پہلے الفاظ ہیں والذین کذبوا بایتنا۔ وہ لوگ جو ہماری آیات کو جھٹلانے والے ہیں۔ اور اُن نشانات صداقت کو جو نبیوں کیلئے مقرر کیئے گئے تکذیب کرتے ہیں انہیں مہلت دی جاتی ہے۔

اور اگر تم غور کرتے تو حضرت مرزا صاحبؑ پر یہ اعتراض نہ کرتے اگر تمھارے جیسا ہی کوئی دشمن اسلام یہی اعتراض سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کرے کہ انہیں بھی مہلت دی گئی تھی یہ ضروری نہیں کہ مفتری جلد ہلاک ہو جائے تو کیا جواب دو گے؟

خدا کا عمل بتاتا ہے کہ مفتری جلد ہلاک ہو جاتا ہے کوئی ایک ہی مفتری علی اللہ پیش کرو جس نے دعویٰ نبوت کیا ہو اور خدا نے اُسے جلد ہی ہلاک نہ کر دیا ہو مسیلمہ کذاب مفتری تھا فوراً خدا نے اُسے پکڑا اور تباہ کر دیا۔ پس مفتری کا جلد ہلاک ہونا خدا تعالیٰ کے فضل سے ثابت ہے، اور پھر خدا کے کلام قرآن مجید سے واضح ہے کوئی مسلمان تو انکار نہیں کر سکتا اور چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت یعنی ۲۳ برس سے زائد کا عرصہ عطا فرمایا جو ثبوت ہے اس بات کا کہ آپؑ مفتری نہ تھے بلکہ سچے تھے ورنہ اتنی مہلت آپؑ کو نہ ملتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ کے حاشیہ میں یہی لکھا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ پر کوئی افتراء کرنیوالا ہو "تو ہم اُسے فوراً ہلاک کر ڈالیں"۔

۲۳ برس کی مہلت کا عرصہ قرآن مجید و حدیث سے ہرگز نہیں ثابت ہوتا۔	کبھی قرآن مجید پر غور کیا ہو تو پتہ ہو دیکھو قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل

لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (الحاقہ) کہ اگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعویٰ الہام و نبوت میں مفتری ہوتے اور ہم نے الہام نہ کیا ہوتا اور وہ اپنی طرف سے بنانے والے ہوتے تو ہم فوراً پکڑ لیتے اور شاہ رگ کو کاٹ ڈالتے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ کیا ۶۳ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی یہ ۲۳ برس کا عرصہ ہوا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ مفتری ہوتا تو ہم اسے ہلاک کر دیتے لیکن خدا تعالیٰ کا ۲۳ برس تک مہلت دینا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ مفتری نہ تھے اور اگر مفتری ہوتے تو ۲۳ برس کی عمر نہ ملتی جو آپؐ کا زمانہ نبوت ہے۔ پھر حنفیوں کی مشہور و مسلمہ کتاب شرح عقائد نسفی میں صاف لکھا ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک مفتری کو ۲۳ برس کی مہلت مل سکے (صفحہ ۱۰۰) کیا اب بھی یہ تم کہہ سکتے ہو کہ ۲۳ برس کا عرصہ ثابت نہیں ہوتا؟

نوٹ:۔ اب سائیں لال حسین اختر نے یہ محسوس کیا کہ جواب ترکی بہ ترکی مل رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ "خداوند نعمت" ناراض ہو جائیں۔ اور وظیفہ میں کوئی کمی آ جائے۔ اُس نے یہ مناسب سمجھا کہ غیر مسلم اصحاب کو احمدیوں کے خلاف مشتعل کر دیا جائے اور احمدی مناظر کی تقریروں نے جو سماں باندھا تھا وہ ٹوٹ جائے۔ چنانچہ گیتا ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ دیکھو جناب یہ ہندو صاحبان کی گیتا ہے۔ مُسنو مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اس موقعہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ضروری نہیں کہ ہر نبی کی مخالفت کیجائے۔ ورنہ جو دعویٰ کرے اور اس کی مخالفت ہونے لگے تو وہ سچا سمجھا جائیگا احمد نور کابلی کی تم مخالفت کرتے ہو اُسے کیوں نہیں مان لیتے۔

تمھاری بات مانیں یا خدا تعالیٰ کی۔ قرآن میں صاف لکھا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس رسول آیا انہوں نے اس سے تمسخر و استہزا کیا۔ خدا تعالیٰ تو یہاں قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان کر رہا ہے کہ ہر ایک نبی کی مخالفت کی جاتی ہے۔ پھر کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ تم کہتے ہو کہ ضروری نہیں کہ ہر نبی کی مخالفت کی جائے۔ کوئی ایک ہی جھوٹا اور مفتری شخص پیش کرو۔ جس نے دعویٰ نبوت کیا ہو اور پھر اس کی عالمگیر مخالفت کی گئی ہو۔ یہ بات سوائے سچے نبیوں کے اور کہیں نظر نہیں آتی۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت صرف ایک قوم اور کسی خاص ملک نے ہی نہیں کی بلکہ تمام اقوام نے اپنا پورا زور لگایا۔ کہ خدا کے اس پیارے کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اتنی سخت مخالفت کے باوجود کسی کا کامیاب ہونا یقیناً اُس کے سچے ہونے کا ثبوت ہے۔

یہ بھی خوب کہی کہ "تم احمد نور کابلی کی مخالفت کرتے ہو" ہم نے کس دن احمد نور کی مخالفت کی؟ ہماری طرف سے کبھی کوئی اس قسم کا لٹریچر شائع ہوا جس میں اس کی مخالفت کی گئی ہو؟ اگر جرأت ہے تو پیش کرو۔ تا تمہارے بے بنیاد دعووں کی حقیقت پبلک پر کھل جائے۔ احمد نور بیچارا تو بیمار و معذور ہے۔

پھر تمہارے نزدیک احمد نور بھی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس کی تم مخالفت کیوں نہیں کرتے؟ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے اپنے دعویٰ میں کاذب ہونے کی ہو نیکی وجہ سے تم ناخنوں تک زور لگا رہے ہو۔ تو تمھارا فرض ہے کہ احمد نور کا بھی مقابلہ ابھی سے شروع کر دو۔ لیکن تمھارا اُس کی مخالفت میں نہ کھڑا ہونا۔ اور اس کی طرف سے بے پروا ہونا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کیلئے سب اقوام کا کھڑا ہو جانا یہ یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ میں سچے تھے اس لئے آپؑ کی اس قدر عالمگیر مخالفت کی گئی۔ اور اگر آپؑ سچے نہ ہوتے تو احمد نور کی طرح تم حضرت مرزا صاحبؑ کی بھی مخالفت نہ کرتے۔

اعجاز احمدی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی گئی ہے اور اُسے بطور معجزہ کے پیش کیا ہے۔ اس کا جواب لکھنے کیلئے علماء کو صرف بیس روز کی مدت دی گئی۔ کیا اتنے عرصہ میں جواب ممکن ہو سکتا ہے اور پھر یہ کتاب بھی شعروں میں لکھی گئی ہے۔ اور شعر کہنا نبی کی شان نہیں۔ اور پھر مولویوں نے مرزا صاحب کی اس اعجازی تفسیر میں غلطیاں نکالی ہیں۔

اعجاز احمدی بھی بے شک حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی اعجازی کتابوں میں سے ایک ہے اور آج تک باوجود مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو مقابلہ پر بلانے کے اور انعام رکھنے کے لاجواب پڑی ہے۔ مگر اسوقت تک تو میں نے اعجاز احمدی کا ذکر نہیں کیا میں نے تو اُس کتاب کا ذکر کیا ہے جس میں سورہ فاتحہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیر لکھی گئی ہے۔ جس کا نام کہ اعجاز المسیح ہے۔ اور یہ بھی سفید جھوٹ ہے کہ اس کا جواب لکھنے کیلئے بیس دن کی مدت مقرر کی گئی۔ تم نے تو نیروبی پہنچکر بڑے بلند بانگ دعوے کیئے تھے کہ احمدیت کے لٹریچر سے "میں بڑا واقف ہوں" کیا یہی واقفیت کا حال ہے۔ کتاب کوئی پیش کرتا ہوں۔ اور سمجھتے کچھ ہو۔ مدّت مقابلہ ۷۰ دن بتاتا ہوں اور تم بیس دن کہہ رہے ہو۔ آخر اس قدر گھبراہٹ کیوں طاری ہے۔ تمہیں تو اس مضمون کے متعلق بڑا ناز تھا۔ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کی وسیع علم کی کیفیت یہ ہے کہ اعجاز المسیح کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ شعروں میں ہے۔ حالانکہ اس میں سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے جو نثر ہے اور یہ بھی خوب کہی کہ "شعر کہنا نبی کی شان کے خلاف ہے"۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کئی مرتبہ شعر کہے۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:-

هل انت الّا اصبع دميت ✽ وفی سبيل الله ما لقيت

پھر آپ نے فرمایا:- انا النبی لا کذب ✽ انا ابن عبد المطلب (بخاری)

دیکھئے حضرات لال حسین تو کہتا ہے کہ شعر کہنا نبی کی شان نہیں۔ لیکن نبیوں کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شعر کہے۔ اب بتاؤ کہ تمہارے اس وکیل کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک ہے۔

اعجاز المسیح کے جواب کیلئے ستّر دن کی میعاد تھی۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مقابلہ کیلئے اٹھتا۔ اور آج تک یہ کتاب لاجواب پڑی ہے اور دنیا کے سامنے زندہ ثبوت پیش کر رہی ہے کہ میں انسانی طاقت کے ماتحت نہیں لکھی گئی بلکہ خدائی قدرت سے میرا وجود ظہور میں آیا ہے۔ اور کس کی طاقت ہے کہ وہ خدائی قدرت کے مقابلہ میں دم مار سکے؟

باقی رہا مولویوں کا غلطی نکالنا۔ تم اسوقت کوئی اس کی بات پیش کرو جو غلط ہو مولویوں کا اُگلا ہوا کھاتے ہو۔ اگر جرأت ہے تو بتاؤ کونسی غلطی ہے؟ قرآن مجید میں بھی لوگوں نے تو غلطیاں نکالی ہیں؟ کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ عیسائی پادریوں نے قرآن مجید سے غلطیاں نہیں نکالیں؟ اگر نکالی ہیں اور یقیناً نکالی ہیں تو کیا تم قرآن کے اعجازی کلام ہونے سے انکار کرنے کیلئے تیار ہو؟ اگر نہیں تو پھر اعجاز المسیح کے معجزانہ کلام جو حضرت سرور کائنات کے خادم حضرت مرزا صاحب کیلئے خدا تعالیٰ نے دکھایا کیوں منکر ہو؟

یہ غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کہے بخاری میں ساتھ ہی لکھا ہے کہ یہ شعر نہیں۔	سائیں لال حسین! اگر جرأت ہے تو لو بخاری اور نکالو کہاں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ شعر نہیں ہے

اور مُنہ مانگا انعام لو۔ آخر اسقدر کذب بیانی سے کیا فائدہ۔ کیوں دل سے خوف خدا نکل چکا ہے۔ اور اپنی جان پر ظلم کر رہے ہو۔

(اس موقعہ پر احمدی مبلغ نے ساری حدیث شروع سے آخر تک پڑھ دی اور سُنّی مولوی سے پوچھا کہ بتاؤ کس لفظ کے معنے ہیں کہ یہ شعر آنحضرت صلعم نے نہیں کہے)

قرآن مجید میں لکھا ہے وما علمنٰه الشعر وما ينبغی له کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر نہیں سکھائے اور نہ ہی اُسکے مناسب ہے۔	حضرات! میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ شعر کہا کرتے تھے بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کہتا ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ کو شعر کہنا نہیں سکھایا گیا اُدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ بتاتا ہے کہ آپؐ نے شعر کہے اب اس تناقض کو ذرا حل کر کے بتاؤ۔

یہاں پر شعر کے معنے منظوم کلام کے نہیں ہیں بلکہ جھوٹ کے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید کی لغت میں لکھا ہے۔ "الشعر یُعبّر بہ عن الکذب" (مفردات راغب) کہ شعر کے معنے کذب بیانی کے ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی معنے ہوتے ہیں مثلاً عین کے معنے آنکھ۔ جاسوس۔ سونا۔ چشمہ وغیرہ کے ہیں جو معنے کلام کے سیاق و سباق سے مناسب ہونگے وہی کیئے جائینگے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظوم کلام کہا ہے جسے شعر کہتے ہیں اسلئے قرآن مجید کی اس آیت سے یہی مراد ہوگا کہ نبی کیلئے جھوٹ مناسب نہیں نہ یہ کہ شعر کہنا مناسب نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ انّ من الشعر لحکمۃ کہ بعض شعر حکمت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور پھر آپؐ نے حضرت حسان کیلئے دعا کی۔ اگر شعر کہنا مناسب نہ تھا تو پھر آپؐ خود شعر نہ کہتے۔

مرزا صاحب کی عربی تصنیف کو ہم کیا کریں میں تو کہتا ہوں اُن کو قرآن شریف بھی نہ آتا تھا اور نہ وہ عالم تھے۔

یہ تو اور بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہوا کہ ایک شخص جو عالم نہیں ہے اور پھر عربی زبان میں ایسی عظیم الشان کتب لکھتا ہے اور قرآن مجید کے معارف بیان کرتا ہے کہ دنیا اُن کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ کتب میں نے اپنے علم کے زور سے لکھی ہیں وہ تو ہر جگہ یہی لکھتے ہیں کہ یہ کتب خداتعالیٰ کی خاص نصرت و تائید سے لکھی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے بڑی تحدّی کے ساتھ ان کتب کیلئے ہزارہا روپیہ انعام رکھا اور شام و عجم کے علماء کو غیرت دلانے والے الفاظ میں للکارا مگر سب کے سب ہی مقابل پر گنگ ثابت ہوئے اور خدا کا پہلوان جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عالم نہیں وہی آخر کار عالم ثابت ہوا اور وہ جو اپنے آپ کو بڑے عالم سمجھتے تھے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ آخر کار جاہل ثابت ہوئے۔

چیلنج باقی تمہارا یہ کہنا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کو قرآن شریف بھی نہ آتا تھا۔ تو میں اسوقت تمہارے سامنے کھڑا ہوں اور مجھے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادنیٰ خادموں کا غلام ہونیکا فخر ہے۔ میں اب تم کو اور تمہارے ارد گرد کے مولویوں خطیبوں کو خداتعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے للکارتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ آؤ اس مجلس میں میرے زانو بزانو بیٹھ کر اور کسی مشکل سے مشکل رکوع کی تفسیر لکھو دنیا دیکھ لیگی کہ خداتعالیٰ کی نصرت مسیح موعودؑ کے خادم کے ساتھ شامل ہوتی ہے یا تمہارے ساتھ۔ مگر یاد رکھو خداتعالیٰ کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کے علوم کو پاکیزہ لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جنکے دل پاکیزگی سے خالی ہیں اس کے حقائق و معارف کو نہیں سمجھ سکتے لا یمسّہ الا المطھرون اور اگر تم اس مقابلہ کیلئے نکلے تو خدا ضرور ذلیل و رسوا کر دیگا۔ کیونکہ وہ ناپاک دلوں کی تائید نیک اور مقدس لوگوں کے مقابل پر نہیں کیا کرتا۔ ۔ ـہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ٭ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

میرا مقابلہ تو مرزا صاحب سے ہے تم کیا ہستی رکھتے ہو۔ لاؤ میرے مقابل پر مرزا صاحب کو۔

دیکھا حضرات! اس سائیں کو۔ کیسے جان بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا"۔ مَیں حضور علیہ السّلام کے خادموں کا خادم ہوں اگر تم میرے مقابل میں نہیں آسکتے تو تمہاری اس بڑکی کہ "میرے مقابل پر حضرت مرزا صاحب کو لاؤ" کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اب فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ دنیا میں موجود نہیں مگر یہ کہتا ہے کہ میرے مقابل پر مرزا صاحب کو لاؤ۔ مناظرہ کرنے سے پیشتر بھی کہدیتے کہ "میرا مقابلہ تو مرزا صاحب سے ہے لاؤ مرزا صاحب کو"۔ مسیح موعودؑ کے ادنیٰ خادم کے ساتھ مناظرہ کے لئے کیوں تیار ہو گئے؟

اگر تم میں تاب مقاومت ہے اور تم سچ مچ مطہر و پاکیزہ ہو تو لاؤ اپنے ارد گرد کے مولویوں اور تم جو چاہو لکھو مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تفسیر ہی لکھونگا۔ اور آپؑ کے ہی حقائق بیان کرونگا (اس دوران میں احمدی مبلغ نے پھر سابقہ چیلنج دُہرایا مگر کسی مولوی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک ادنیٰ خادم کے مقابلہ کے لئے اُٹھتا۔)

مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی کی۔ وہ پوری نہ ہوئی۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کے مقابلہ میں فیل ہو گئے۔ تو نبی کیسے ہوئے۔

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت قرآن مجید کے مقرر کردہ اصولوں سے تو ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لال حسین کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ کوئی معقول جرح اُن دلیلوں پر کرتا جو مَیں نے قرآن مجید سے پیش کیں۔ نہ ہی تو یہ ثابت کیا کہ پیش کردہ دلائل معیار صداقت نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ بتایا کہ ان معیاروں کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت میں کوئی شُبہ ہے۔ اب لے دیکر محمدی بیگم اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی پیشگوئی رہ گئی ہے۔ اور کل وفات مسیحؑ کے مناظرہ سے ہی اس پر زور دیا جا رہا ہے کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ حقیقۃً پیشگوئی کیا تھی اور اس میں کیا شرائط تھیں۔ اور نہ ہی یہ بتایا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم سے کیا مقابلہ ہُوا جس میں حضرت مرزا صاحبؑ فیل ہو گئے اور وہ کامیاب رہا۔ بات تو جب تھی کہ پیشگوئی کی تفصیل بیان کرتے جو حضرت مرزا صاحبؑ نے خدا سے اطلاع پا کر کی اور پھر کہتے کہ یہ پوری نہ ہوئی یونہی کہدینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔

یہ دونو پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور خدا کے فضل سے نہایت شاندار طور پر حتّٰی کہ خود دشمنوں نے اعتراف کیا کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔

محمدی بیگم والی پیشگوئی ایک نشان تھی مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری وغیرہ کے خاندان کیلئے جس سے مقصد اس خاندان کی اصلاح تھی وبس۔ مرزا احمد بیگ وغیرہ کا خاندان خطرناک طور پر دشمن اسلام تھا۔ حتّٰی کہ بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کی مقدس ذات اور قرآن مجید مقدس کلام کو گالیاں دیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے میں انتہائی بے باکی کا مظاہرہ کرتے۔ اس خاندان نے جب دیکھا کہ ان میں سے ایک شخص قرآن مجید اور اسلام کی پیروی کر کے خدا کے پیارے مامور اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر واقعہ میں خدا ہے اور اسلام کے اندر کوئی طاقت ہے اور قرآن میں کوئی تاثیر ہے تو کوئی ثبوت دیا جائے اور کوئی ایسا نشان دکھلایا جائے جو ہمارے ہی خاندان سے خاص طور پر تعلق رکھتا ہو۔ تب ہم مان لینگے کہ واقعہ میں کوئی خدا اور اسلام کی قوت ہے ورنہ یونہی باتیں ہیں۔ فأتنا بآية ان كنت من الصادقين۔

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا احمد بیگ وغیرہ کے خاندان کے اس مطالبہ پر خدا تعالیٰ سے دعا کی خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو علم دیا گیا وہ یہ تھا کہ اگر مرزا احمد بیگ اپنی بڑی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح آپ سے کر دے تو خدا تعالیٰ اس خاندان پر اپنی خاص برکات نازل کریگا اُن برکات کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ ان کے دلوں میں اسلامی نور پیدا کریگا۔ اور وہ اپنی اصلاح کر کے خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث ہو جائینگے۔ اور اگر یہ رشتہ مرزا احمد بیگ نے منظور نہ کیا اور کسی اور سے کر دیا تو جس سے رشتہ کیا جائیگا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس میں اور خود مرزا احمد بیگ لڑکی کا والد روز نکاح سے تین سال میں ہلاک ہو جائیگا اور ان دونو کی ہلاکت کے بعد خدا تعالیٰ محمدی بیگم کو حضرت مرزا صاحب کے نکاح میں لائیگا اور یہ ہلاکتیں جو اس خاندان کیلئے سرکشی کی صورت میں مقدر ہیں وہ یکدم ہی نازل نہ ہونگی بلکہ آہستہ آہستہ تاکہ یہ لوگ رجوع کر سکیں اور اصلاح کر لیں اور توبہ کرنیوالے بن جائیں۔ جیسا کہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۹ سے واضح ہے۔

مرزا احمد بیگ نے چونکہ پہلی صورت منظور نہ کی اور رشتہ مرزا سلطان محمد سے کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بمطابق پیشگوئی روز نکاح سے ۶ ماہ بعد مرزا احمد بیگ مر گیا۔ اور تمام خاندان میں اس موت سے خطرناک دہشت و اضطراب پیدا ہو گیا۔ مرزا سلطان محمد جو کہ داماد تھا اور جس کے لئے ½ ۲ سال کی مدت مقرر تھی اُس نے بھی صاف طور پر اقرار کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کا یہ حصہ تو پورا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے کہا میرے خسر جناب مرزا احمد بیگ صاحب واقعہ میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے (الفضل ۹/۱۳ جون سنہ ۱۹۲۱ء) اسی طرح مرزا محمد اسحق بیگ صاحب (لڑکا محمدی بیگم) نے بھی دو سال کا عرصہ ہوا کہ وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اپنے ایک بیان میں یہ لکھا کہ ان کے نانا صاحب مرزا احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق جو حضرت مرزا صاحب نے کی تھی فوت ہو گئے تھے۔ اور اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی لکھا ہے کہ مرزا احمد بیگ واقعہ میں پیشگوئی کے مطابق فوت ہوا۔

ان حالات میں لازمی امر تھا کہ مرزا سلطان محمد پر بھی خوف طاری ہوتا۔ چنانچہ مرزا سلطان محمد اور مرزا احمد بیگ کے خاندان پر اس کے مرنے کی وجہ سے اس قدر خوف غالب آیا کہ انہیں عجز و نیاز سے حضرت مرزا صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی خدمت میں خط لکھنے پڑے اور دعا کی درخواست کرتے ہوئے اپنی توبہ و استغفار کا مظاہرہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارحم الراحمین ہے ان کے اسقدر خوف اور عجز و نیاز اور خاکساری اور توبہ کو دیکھتے ہوئے مرزا سلطان محمد کو ہلاکت سے بچا لیا۔

مرزا سلطان محمد چونکہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق بوجہ توبہ ہلاکت سے بچ گیا اس لئے اب محمدی بیگم کا آپکے نکاح میں آنے یا نہ آنیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ نکاح میں تو وہ تب آتی جبکہ سلطان محمد ہلاک ہوتا جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ ذیل سے واضح ہے:۔

"ایک شخص احمد بیگ نام ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دیگا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس کے قریب فوت ہو جائیگا۔ اور وہ جو نکاح کریگا روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی" (تبلیغ رسالت جلد اول ص۶۱)

گویا پیشگوئی میں نکاح کو آخری مرحلہ مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد کی وفات کے بعد قرار دیا ہے اور چونکہ سلطان محمد کی وفات بوجہ اس کے توبہ کر لینے کے واقعہ نہ ہوئی اس لئے وہ بات جو کہ مشروط تھی اس وعدہ کے ساتھ وہ درمیان میں ہی رہ گئی اور پیشگوئی کا جو اصل مقصد یعنی خاندان کی اصلاح تھا وہ خدا تعالیٰ نے اس طریق سے پورا کر دیا اور تمام خاندان میں مرزا احمد بیگ کی وفات کے بعد ایک تغیر اور انقلاب ہو گیا وہ جو اسلام اور قرآن کو گالیاں دیتے تھے وہ اسلام اور قرآن کے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے عاشق بن گئے۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ اور محمدی بیگم کے خاندان کے بہت سے افراد جن میں محمدی بیگم کی بہن محمدی بیگم کا لڑکا مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور اس طرح پر اس خاندان نے عملاً یہ گواہی دی کہ یہ پیشگوئی سچی ہے۔ اور اگر پیشگوئی کی جو اصل حقیقت تھی یعنی خاندان کی اصلاح اور مرزا احمد بیگ کی موت یہ اگر وقوع میں نہ آتی تو یہ لوگ احمدیت میں ہرگز داخل نہ ہوتے۔

پس وہ خاندان جس کے لئے یہ پیشگوئی تھی وہ جب کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی ہمارے حق میں سچی ثابت ہوئی تو آج لال حسین یا کسی اور کا کیا حق ہے کہ وہ کہے کہ پوری نہیں ہوئی۔

ہاں ان لوگوں کا یہ کہنا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یہ حضرت سیدنا مرزا صاحبؑ کی ایک اور پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو آپ نے مرزا احمد بیگ کے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ سے علم پاکر فرمایا:۔

یموت ویبقیٰ منہ کلاب متعددۃ۔ کہ ایک شخص یعنی مرزا احمد بیگ مریگا اور باقی کلاب رہ جائینگے۔ چنانچہ لغو اعتراض کرنے اور ناحق کا شور مچانا بعض کا کام ہے اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ کون ناحق اعتراض کرتے اور استہزاء و تمسخر سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جبکہ محمدی بیگم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا خاندان احمدیت میں داخل ہو کر اپنے عمل سے یہ بتا رہا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔

باقی رہا یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم کے مقابلہ میں آپؑ فیل ہو گئے۔ آیئے اس بات کا بھی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کون فیل ہُوا۔ سُنئے آپ کے بزرگ مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب عبد الحکیم کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے اور عبد الحکیم فیل ہُوا۔ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے:۔

"ہم خدا لگتی کہنے سے رُک نہیں سکتے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہیہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے کیا ہے چنانچہ ۱۵ر مئی کے اہلحدیث میں اُن کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ساون یعنی ۴ر اگست کو مرزا مریگا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر جبھتا ہُوا کیا ہے کہ "۲۱ ساون کو" کی بجائے "۲۱ ساون تک" ہوتا تو خوب ہوتا۔"

اس تحریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک ڈاکٹر عبد الحکیم فیل ہُوا اور حضرت مرزا صاحبؑ کو خدا تعالیٰ نے کامیاب کیا۔ کیونکہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے پہلی پیشگوئیوں کو منسوخ کر کے آخری پیشگوئی یہ کی تھی کہ حضرت مرزا صاحبؑ ۲۱ ساون یعنی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو فوت ہونگے۔ لیکن آپؑ کی وفات ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی نہ کہ ۴ر اگست کو جیسا کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی میں تھا۔ اور جو کہ ۱۵ر مئی کے اہلحدیث میں اور اخبار پیسہ میں شائع ہو کر عام لوگوں کی زبان زد ہو چکی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے جری اور پہلوان حضرت مرزا صاحبؑ کو غالب رکھا اور دشمن احمدیت عبد الحکیم کو ذلیل کیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اُس کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

اب حضرات! آپ غور فرمائیں کہ کون فیل ہُوا اور کون کامیاب ہُوا اور کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہادت اور ایڈیٹر اخبار پیسہ کی گواہی کے ہوتے ہوئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب عبد الحکیم کے مقابلہ میں فیل ہو گئے وہ پرلے درجہ کا غلط گو ہے یا نہیں؟

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ مرزا صاحب نے مباہلہ کیا۔ مولوی صاحب تو اب تک زندہ موجود ہیں اور مرزا صاحب مباہلہ کے نتیجہ میں فوت ہو چکے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت میں سچے نہ تھے۔

لال حسین! اگر تجھ میں جرأت ہے تو بتا کہ کب مولوی ثناء اللہ سے حضرت مرزا صاحبؑ کا مباہلہ ہُوا؟ اگر نہ بتا سکے اور یقیناً تم نہیں بتا سکتے تو پھر شرم چاہیئے۔ کیا لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت تمہاری نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے؟ دیکھو یہ ہے میرے ہاتھ میں، اخبار اہلحدیث جس میں صاف طور پر انکار ہو رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اسے مقابل پر بلایا لیکن جواب دیا جاتا ہے:۔

"آپ اس دعویٰ میں (کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًّا (پ ۱۶ ع ۷) ..... خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔" (اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

مزید یہ بھی لکھا کہ:۔

"مختصر یہ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے" (۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

بجائے اس کے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابلہ پر نکلتا اور مباہلہ کرتا اُس نے تو اپنی جان بچائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیشکردہ طریق کہ "جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے" قبول نہ کیا اور اسے رد کرکے اپنی طرف سے ایک طریق پیش کیا کہ "خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے" اور یہ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود سچا نبی ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا" (مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۷ء رسالہ مولوی ثناء اللہ) سو خدا تعالیٰ نے ثناء اللہ کے پیشکردہ طریق کے مطابق ہی فیصلہ کردیا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ چونکہ صادق تھے اس لئے آپؑ فوت ہوگئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب مسیلمہ کذاب کی طرح لمبی زندگی پارہے ہیں۔

تمہارا اعتراض تو اس صورت میں ہوسکتا تھا جب کہ مولوی ثناء اللہ مباہلہ کیلئے تیار ہوتا مگر اُسے تو اپنی موت آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے لگی۔ اور خوف وہراس کے بادل اُس پر منڈلانے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا پیشکردہ طریق رد کرکے اپنی طرف سے ایک طریق پیش کیا خدا تعالیٰ نے اُسے اپنے ہی پیشکردہ طریق کے مطابق پکڑ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کو وفات دیدی اور مسیلمہ کذاب کی طرح ثناء اللہ کو لمبی زندگی دیدی۔

بس کہنا کہ مباہلہ ہوا۔ بالکل غلط ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے مباہلہ کیلئے ثناء اللہ کو بلایا مگر اس نے مقابلہ پر آنے سے انکار کردیا۔

پھر مرزا صاحبؑ کے الہامات ایسے گول مول ہیں کہ وہ سمجھ ہی نہیں آتے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ "آسمان مٹھی بھر رہ گیا"۔

حضرات! ذرا غور فرمائیں یہی اعتراض جلال حسین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر کر رہا ہے

آج سے کئی ہزار برس پیشتر حضرت شعیبؑ کے منکروں نے بھی یہی اعتراض کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

قالوا یاشعیب ما نفقہ کثیرا مما تقول (ہود ع ۸) اے شعیب تیری بے شمار باتیں اس قسم کی ہیں کہ وہ سمجھ ہی نہیں آتیں۔ پس جس طرح شعیب علیہ السلام کے دشمنوں کا یہ اعتراض لغو تھا۔ اور اس نکتہ چینی سے حضرت شعیبؑ کی سچائی پر کوئی پردہ نہ پڑتا تھا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات کے متعلق یہ کہنا کہ وہ سمجھ ہی نہیں آتے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپؑ نعوذ باللہ جھوٹے ہیں برعکس اس کے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ آپؑ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچائی شعیبؑ کی طرح واضح ہے۔ اور آپکے الہامات پر اعتراض کرنے والے اُسی قماش کے ہیں جس قماش کے دشمنانِ شعیب تھے۔

یہ تو بڑی جلدی سے کہدیا کہ حضرت سیدنا مرزا صاحبؑ کے الہامات گول مول ہیں سمجھ نہیں آتے گویا قرآن مجید کے سائیں صاحب بڑے عالم ہیں ذرا یہ تو بتاؤ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا السماء کشطت کہ آسمان کی کھال اُتاری جائیگی۔ بتاؤ آسمان کی کھال کونسی ہے؟ اُتارنے والا کون ہے؟ کب اُتاری جائیگی؟ اسی طرح مقطعات کے متعلق تو خود بعض عالم مسلمانوں نے کہا ہے کہ اس کا علم محض خدا کو ہی ہے۔ ہمیں ان کے متعلق کسی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے قرآن مجید پر اعتراض کیئے گئے اور وہی اعتراض جو اسلام کے دشمنوں نے قرآن پر کیا تم خادم قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر کر رہے ہو۔

رہا یہ الہام کہ "آسمان مٹھی بھر رہ گیا" بالکل قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہے کہ والسمٰوٰت مطویٰت بیمینہ (زمر) آسمانوں کو لپیٹ لپاٹ کر خدا تعالیٰ اپنی دائیں مٹھی میں لے لیگا۔ اب جو مطلب قرآن مجید کی اس آیت کا ہے بالکل وہی مطلب حضرت مرزا صاحبؑ کے الہام "آسمان مٹھی رہ گیا" کا ہے۔ اور اگر آپ غور کریں تو سائیں لال حسین کا اعتراض دراصل "آسمان مٹھی بھر رہ گیا" پر نہیں بلکہ قرآن مجید کی آیت پر ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کو تو قرآن کی ہی تائید میں الہام ہوا ہے وبس۔ اور جو شخص قرآن مجید پر اعتراض کرنے سے بھی نہ رُکتا ہو۔ کیا وہ بھی مبلغ اسلام کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ــــ ایسا شخص تو مخالف اسلام ہوگا۔

اسی طرح مرزا صاحب کا الہام تھا "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" یہ الہام بھی پورا نہ ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب لاہور میں فوت ہوئے۔

کس قدر خیانت سے کام لیا جا رہا ہے۔ کہ الہام کے ساتھ کی جو عبارت تھی اسے چھوڑ دیا گیا اور صرف ایک ٹکڑا لیکر سُنا دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کے ساتھ ہی یہ فرمایا ہے:۔

"یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہو گی جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کیئے جائینگے۔ دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائینگے" (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

پھر حضرتؑ کے اس الہام کے ساتھ دو اور بھی الہام ہیں جو حضورؑ کی اس تشریح کی صاف تائید کر رہے ہیں:۔

(۱) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ابتداء سے یہ مقدر کر رکھا کہ وہ اور اسکے رسول دنیا پر غالب رہینگے۔

(۲) سلام قولا من رب رحیم۔ خدائے رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی فرمایا کہ "فقرہ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ سلام قولا من رب رحیم مدینہ کی طرف"۔ (البشریٰ جلد۲ صفحہ ۱۰۴)

اور پھر اس الہام "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" کی تشریح ان الفاظ میں بیان فرمائی "خائب و خاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے"۔ (البشریٰ جلد۲ صفحہ ۱۰۵)

کیا سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کی تشریح کی روشنی میں کوئی عقلمند اس الہام کی سچائی سے انکار کرسکتا ہے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے قہری نشانات سے آپؑ کے دشمنوں کو مغلوب کیا؟ کہاں ہے غلام دستگیر قصوری مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی رشید احمدؒ گنگوہی۔ لالہ لیکھرام وغیرہ۔ پھر کیا اس سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات سے قبل ہزاروں جاں نثار خدام آپؑ کی جماعت میں داخل ہوکر اسلام کے لئے جانی و مالی قربانی کرنے لگ گئے؟

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح کو ترک کرکے اپنی طرف سے کوئی مراد لینا خیانت اور بد دیانتی ہے۔ باقی رہا الہام وہ اپنی تشریح کے لحاظ سے پورا ہوگیا۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو کامل غلبہ عطا فرمایا۔ اور یہ عظیم الشان غلبہ یقیناً آپؑ کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

دیکھئے صاحبان مرزا صاحب کا خدا بھی عجیب قسم کا ہے۔ الہام ہوتا ہے ربنا عاج مرزا صاحب کا خدا ہاتھی دانت کا ہے

دیکھئے حضرات! لال حسین نے کہا ہے کہ ربنا عاجؑ کے معنے ہیں ہمارا رب ہاتھی کا دانت ہے۔ بتائیے سائیں صاحب کہاں حضرت مرزا صاحبؑ نے اس کے معنے یہ لکھے ہیں؟ کیوں اسقدر کذب بیانی سے کام لیتے ہو اور مخلوق خدا کو دھوکا دیتے ہو۔

ربنا عاجؑ کے اصل معنے ہیں: ہمارا رب آواز دینے والا ہے لغت میں لکھا ہے کہ "عج" کے معنے ہیں:- "آواز بانگ کرد" (منتہی الادب) تو اس الہام کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ دَور ظلمت میں خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کو اپنی طرف آواز دیکر بلا رہا ہے تا وہ تاریکی سے نفرت کرکے نور الٰہی سے محبت کرنے لگ جائیں۔ اور شیطانی پنجوں سے رہائی پاکر خدا تعالیٰ کی گود میں آجائیں۔ اب بتائیے اس میں کونسی بات قابل اعتراض ہے؟

مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے یرید ون ان یروا طمثک مرزا صاحب کو حیض بھی آتا تھا عجیب نبی ہے۔

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو بے شک یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یروا طمثک۔ مگر یہ الفاظ کہ "حیض بھی آتا تھا" سائیں لال حسین کی اپنی زیادتی ہے۔ بتائیے کس لفظ کے معنی ہیں کہ "حیض آتا تھا"؟ یہ الہام بابو الٰہی بخش لاہوری کے متعلق ہے حضرتؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۳ تتمہ میں لکھا ہے "یہ میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش کی نسبت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثك واللّٰہ یرید ان یریك انعامه الانعامات المتواترة ...... یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالےٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں۔"

کیا ان الفاظ میں سے کوئی ایسا لفظ ہے جس پر اعتراض ہو سکے۔ یہاں تو یہ ہے کہ "الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے" یہ نہیں کہ تجھ میں حیض بھی ہے۔ جیسے قرآن مجید نے فرمایا کہ کفار چاہتے ہیں نور الٰہی کو بجھا دیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ نور الٰہی بجھ گیا اور دنیا سے بالکل نابود ہو گیا۔ یا اس کی مثال ایسی ہے کہ کہیں دشمن اسلام چاہتا ہے کہ اسلام کو مٹا دے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام مٹ بھی گیا۔ اسی طرح یہاں بھی ہے کہ الٰہی بخش چاہتا ہے کہ حیض دیکھے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؑ میں حیض بھی ہے۔

اور پھر قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں "حیض" سے مراد ہی کیا؟ خود حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا "پلیدی اور ناپاکی" یعنی دشمن احمدیت چاہتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی کسی غلطی۔ پلیدی ناپاک اور عیب پر اطلاع پائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اس میں ناکام و نامراد رہیگا۔ کیونکہ خدا کے پیارے مسیح موعودؑ میں ناپاکی و پلیدی کہاں؟ اسپر تو خدا تعالیٰ کے انعامات متواتر کی بارش ہو رہی ہے۔ اور پھر صاف الفاظ میں لکھا ہے:- "کہ تجھ میں حیض نہیں" یعنی کوئی ناپاکی و پلیدی نہیں۔

ہاں تمھارے ہاں یہ لکھا ہے کہ مُردوں کو حیض آیا کرتا ہے سُنو! تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ میں لکھا ہے:-

"جس طرح عورتوں کو حیض آتا ہے ظاہر میں جو ان کے ایمان میں نقص کا موجب ہوتا ہے اسی طرح مَردوں کو باطن میں حیض آتا ہے اور وہ ان کے ایمان میں نقص پیدا کر دیتا ہے"۔ پھر اور سُنیئے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے:-

"جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے ایسا ہی ارادت کے راستہ میں مریدوں کو حیض آتا ہے اور مریدوں کو جو رستہ میں حیض آتا ہے تو وہ گفتار کے راستہ سے آتا ہے اور کوئی مرید ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اس حیض میں ٹھیرا رہتا ہے اور کبھی اس سے پاک نہیں ہوتا" (در ذکر ابوبکر واسطی باب ۷۱)

کیوں صاحب! بتائیے کیسا صاف لکھا ہے کہ حنفی مَردوں کو بھی حیض آیا کرتا ہے اور بعض تو حیض کی غلاظت میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ لیکن حضرت سیدنا مسیح موعودؑ نے تو کہیں یہ نہیں لکھا کہ مجھے حیض آتا ہے۔ بلکہ دشمنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ تجھ میں حیض "یعنی خباثت اور ناپاکی کی تلاش میں ہیں حالانکہ آپؑ خدا کے فضل سے ہر ایک ناپاکی سے پاک ہیں یہی وجہ ہے کہ آپؑ نے دنیا کو پرزور چیلنج دیا:-

"کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اُس نے ابتداء سے مجھے تقوی پر قائم رکھا" (تذکرۃ الشہادتین) پس آپؑ تو خدا کے فضل سے پاک ہیں جیسے نبی پاک ہوا کرتے ہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس طرح ہر نبی کے متعلق ان کے دشمن بیہودہ بکواس کرتے ہیں آج تم بھی کر رہے ہو۔

مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ خدا ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ رایتنی فی المنام انی عین اللّٰہ تیقنت اننی ھو۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں خدا ہوں اور مَیں نے یقین کیا کہ خدا ہوں۔ اور جو خدائی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے فرعون نے بھی انا ربکم الاعلےٰ کہا تھا۔ کہ مَیں تمہارا بلند و بالا رب ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے عجیب رنگ اختیار کرتا ہے۔ دیکھئے حضرات! خدا تعالیٰ نے سائیں لال حسین کو کیسا ذلیل کیا۔ یہ حضرتؑ کی ایک خواب کو بیان کرتا ہے اور خود ہی کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے "خواب میں دیکھا کہ آپ خدا ہیں" اور فرعون کے متعلق کہا کہ اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اب بتائیے۔ کہ فرعون کے متعلق یہ کہیں آتا ہے کہ اُس نے یہ کہا ہو کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ربّ اعلیٰ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُس نے علی الاعلان دنیا میں حالت بیداری میں ڈنکے کی چوٹ سے کہا کہ مَیں خدا ہوں جس کی وجہ سے وہ کافر ہُوا۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ تو "خواب" میں دیکھتے ہیں اور "خواب" کو ظاہر پر قیاس کرنا کسی بیوقوف کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ اور یا کسی دشمن اسلام کا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ دو سونے کے کنگن آپؐ نے پہنے ہوئے ہیں۔ اور اسلام مرد کو سونا پہننا حرام ہے تو کل کیا آپ یہ بھی کہنے کیلئے تیار ہونگے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا کام کیا ؟

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خواب میں سونا پہننے سے ایک ایسے کام کے مرتکب نہیں ہو سکتے تو حضرت مرزا صاحبؑ خواب میں اپنے آپ کو خدا دیکھنے سے کیسے کفر کے مرتکب ہو سکتے ہیں ؟

جیسے آنحضرت صلعم کے سونا پہننے کی تعبیر کی جاتی ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے خواب میں خدا دیکھنے کی بھی تعبیر کی جائیگی۔ چنانچہ تعبیر خواب میں تعطیر الانام فی تعبیر المنام ایک معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے:۔ "ومن رای فی المنام انه صار سبحانه تعالیٰ فسوف یُھدیٰ الی صراط مستقیم کہ جو شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ خدا بن گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے ہدایت کی منزل مقصود پر پہنچائیگا"

اور پھر کس قدر دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس کشف کو جہاں اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں بیان فرمایا ہے وہاں تعبیر بھی لکھدی ہے مگر اُسے ترک کر دیا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:"مَیں اس خواب سے وحدۃ الوجودیوں کی طرح یہ معنے نہیں لیتا گویا مَیں خود خدا ہوں اور نہ ہی حلولیوں کی طرح یہ کہتا ہوں کہ خدا مجھ میں حلول کر آیا بلکہ میرے خواب کا وہی مطلب ہے جو بخاری میں قرب نوافل والی حدیث کا مطلب ہے کہ جب میرا بندہ نوافل میں میرے آگے گرتا ہے تو مَیں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا۔ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے"

(بخاری کتاب الرقاق جلد ۴ صفحہ ۸۷ مصری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اس کا نام ہوتا ہے خدائی کا دعویٰ؟ رہا فرعون کا کہنا تو وہ خواب میں نہیں تھا۔ اور اگر تم ثابت کرو کہ فرعون نے بھی خواب میں کہا تھا تو مُنہ مانگا انعام لو ورنہ باز آجاؤ۔ اسقدر افتراء سے کہ افتراء کرنیوالا خدا کی لعنت میں گرفتار کیا جاتا ہے اور اُسے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی ذلیل و رُسوا کر دیتا ہے۔

مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ آخر کار محمدی بیگم میرے نکاح میں آئیگی۔ تقدیر مبرم ہے۔ مگر وہ نکاح میں نہ آئی حالانکہ خدا نے نکاح کر دیا تھا۔	میں اس پیشگوئی کے متعلق پہلے کسی قدر تفصیل سے جواب دے چکا ہوں۔ یہ تقدیر مبرم تھی۔ مگر کس وقت تقدیر مبرم تھی؟ جبکہ مرزا سلطان محمدؐ کی موت ہوتی

اس کی موت بوجہ اس کے توبہ کر لینے کے نہ ہوئی۔ جیسے یونسؑ کی قوم نے توبہ کی تو عذاب نہ آیا حالانکہ حضرت یونسؑ نے صاف فرمایا تھا " ان اجلکم اربعون لیلة "، (تفسیر کبیر) عذاب الٰہی چالیس راتوں تک آتا ہے مگر عذاب نہ آیا۔ بوجہ ان کی توبہ کے۔ یہ تقدیر مبرم تو سلطان محمدؐ کی موت کے ساتھ مشروط تھی۔ ہاں سلطان محمدؐ توبہ نہ کرتا تو یقیناً مرتا اور پھر محمدی بیگم بھی نکاح میں آتی۔ اور کسقدر عجیب بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا خاندان علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ سے یہ کہہ رہا ہے کہ پیشگوئی پوری ہوگئی تو تم کون ہوتے ہو جو اس پیشگوئی پر اعتراض کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بھی ایک پیشگوئی کی تھی اور وہ تقدیر مبرم بھی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ ادخلوا الارض المقدّسة التی کتب اللہ لکم (مائدہ) حالانکہ یہ نوشتہ الٰہی تھا کہ موسیٰؑ کے زمانہ کے لوگ ارض مقدّسہ میں داخل ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے وہ زمین لکھدی تھی۔ مگر بوجہ ان کی شرارتوں کے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ فانھا محرّمة علیھم۔ کہ اب یہ زمین ان کو نہیں دی جائیگی اور ان کیلئے اس میں قدم رکھنا حرام ہوگا۔ اب بتاؤ یہ تقدیر مبرم اور نوشتہ الٰہی کیوں ٹل گیا؟

اگر حضرت یونسؑ کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو تم کہتے ہو کہ وہ سچے نبی تھے۔ حضرت موسیٰؑ ایک پیشگوئی کرتے ہیں جو تقدیر مبرم ہے وہ پوری نہیں ہوتی تو تم کہتے موسیٰؑ راستباز نبی تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؑ ایک پیشگوئی کرتے ہیں جن کے متعلق وہ پیشگوئی کی جاتی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی سچی ہے اور وہ آپؑ کو راستباز نبی بھی مان لیتے ہیں اور تم پیشگوئی کے پورا ہونے پر بھی یہ کہتے ہو کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ اور مرزا صاحب سچے نبی نہ تھے۔

بھائیو! ذرا غور فرمائیں کہ جن نبیوں کی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں جب وہ نبی رہتے ہیں تو وہ شخص جسکی پیشگوئی پوری ہو چکی اُسے تو بدرجہ اولیٰ نبی ماننا چاہیئے۔ کون تم میں سعید اور نیک بخت ہے جو اس بات کو اپنے دل میں جگہ دے اور مسیح موعودؑ پر ایمان لا کر اپنی آخرت کو درست کرے؟

پھر دیکھئے صاف حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " ان اللہ زوجنی مریم بنت عمران وکلثوم اخت موسیٰ وامراة فرعون " (فتح البیان جلد ۸ صفحہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے میری شادی کر دی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمران کی بیٹی مریم سے اور موسیٰؑ کی بہن کلثوم سے اور فرعون۔ ۔ ۔ ۔ کی بیوی سے۔ حضرت خدیجہؓ نے یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :-

"ھنیئاً لک یارسول اللہ" حضورؐ آپ کو یہ شادیاں مبارک ہوں۔

لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی یہ کی ہوئی شادیاں کب ہوئیں ؟ اور کیا آنحضرت صلعم کی بیویوں میں سے کسی کا نام مریم یا کلثوم تھا۔ سینکڑوں برس پہلے کی وہ عورتیں تھیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق تو خدا نے صرف یہی کہا کہ نکاح کر دیا۔ مگر یہاں تو یہ بھی فرمایا کہ شادی کر دی۔ اب کوئی خدارا بتائے کہ یہ کب شادی ہوئی تھی اور کس نے دیکھا تھا۔ جس پر مبارکبادیاں بھی ملنے لگیں۔

فتح البیان تو تفسیر کی کتاب ہے اور شرائط میں لکھا ہے کہ تفسیر کی کتاب نہیں پیش ہو سکیگی۔

بے شک فتح البیان تو تفسیر کی کتاب ہے مگر میں کسی آیت کی تفسیر کو نہیں پیش کر رہا۔ میں فتح البیان سے ایک حدیث، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول جسے فتح البیان میں درج کیا گیا پیش کر رہا ہوں۔ اور شرائط میں صاف لکھا ہے کہ حدیث پیش ہو سکیگی۔ کچھ تو سوچکر بات کیا کرو۔

مرزا صاحب کی کتابوں میں متضاد باتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً کہیں لکھا کہ مسیح ناصری بلاد شام میں فوت ہوئے اور پھر لکھا ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔

اوّل تو یاد رکھو کہ حضرت سیدنا مسیح موعودؑ نے جو یہ لکھا ہے کہ مسیحؑ بلاد شام میں فوت ہوا۔ یہ حضورؑ نے اپنی تحقیق کی بناء پر لکھا لیکن بعد میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آپؑ کو علم دیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ مسیحؑ کی قبر کشمیر میں ہے۔ تو ادنیٰ عقل کا انسان بھی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ ایک بات حضرت مرزا صاحبؑ کی اپنی تحقیق شدہ ہے۔ دوسری بات خدا تعالیٰ کی بتلائی ہوئی ہے لہٰذا حضرت مرزا صاحبؑ کے کلام میں اختلاف نہ ہوا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ جو علیم اور علام الغیوب ہے اس کے علم تک کوئی بشر خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو نہیں پہنچ سکتا۔ نبی بہر حال بشر ہے۔ اور بحیثیت بشر ہونے کے اس کا علم خدا کے علم کے مقابل میں کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ اور اگر انسان کی فطرت اچھی ہو تو وہ اس بات کو بھی صداقت کی ایک دلیل سمجھیگا۔ کیونکہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو اپنی بات کی پچ ہوتی تو خدا کے بتانے پر بھی اپنی ہی تحقیق کو قائم رکھتے لیکن جس وقت آپؑ کو صحیح علم ملا فوراً پہلی بات کو اختیار کر لیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ست بچن صفحہ ۱۶۴ میں فرمایا :-

"ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی بلاد شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر یہی ہے جو کشمیر میں ہے"

پھر یہ تضاد بالکل ایسا ہی ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر تو فرمایا کہ "مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو" (بخاری جلد ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جو یونسؑ پر مجھے فضیلت دیگا وہ جھوٹ کا مرتکب ہوگا (بخاری جلد ۳) مگر دوسرے مقام پر فرمایا۔ انا سید ولد آدم کہ میں ہی تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ میں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ۔ یونسؑ اور تمام نبیوں سے افضل اور ان کا سردار ہوں۔ اب یہ بھی تناقض ہے تو کیا وہ ہی اعتراض جو تم حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق کر رہے ہو یہاں بھی کروگے؟

مزید براں یہ بھی مدنظر رہے کہ صرف خدا کا کلام ہی ہے جو اختلاف سے پاک ہے اور جس میں تضاد نہیں ورنہ انسان کے کلام میں تضاد کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان خدا نہیں ہے۔

پھر مرزا صاحبؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں تو لکھا کہ حضرت مسیحؑ کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی ص۶۸ اور دوسری جگہ ازالہ اوہام میں لکھا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

ان دونوں عبارتوں میں بھی کوئی تناقض نہیں بشرطیکہ غور سے کام لیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قسم کے خلق کو مسیحؑ کیلئے جائز قرار نہیں دیتے جو حقیقی ہے اور محض خدا کیلئے ہے۔ ہاں معجزانہ خلق جو عارضی ہوتا ہے اُسے مسیحؑ کیلئے جائز قرار دے رہے ہیں۔ قرآن مجید سے جو پرواز مسیحؑ کے پرندوں کا ہرگز ثابت نہیں وہ حقیقی اور دائمی پرواز ہے۔ مگر جو پرواز دائمی اور حقیقی نہیں بلکہ صرف عارضی اور معجزانہ ہے وہ قرآن سے بے شک ثابت ہے۔ اور چونکہ یہ پرواز دائمی نہ تھا اس لئے فرمایا کہ "مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھا ہے:۔

"مخالف لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص حضرت مسیح علیہ السلام کے خالق طیور اور محی اموات کا منکر ہے اور اس کو نہیں مانتا۔ مگر میرا جواب یہ ہے کہ میں حضرت مسیحؑ کے اعجازی احیاء اور اعجازی خلق کو مانتا ہوں۔ ہاں اس بات کو نہیں مانتا کہ حضرت مسیحؑ نے خدا تعالیٰ کی طرح حقیقی طور پر کسی مردہ کو زندہ کیا ہو یا حقیقی طور پر کسی پرندہ کو پیدا کیا ہو۔ کیونکہ اگر حقیقی طور پر حضرت مسیحؑ کے مُردہ زندہ کرنے اور پرندہ پیدا کرنے کو تسلیم کیا جائے تو اس سے خدا تعالیٰ کی خلق اور اس کی احیاء مشتبہ ہو جائے گی۔" (حمامۃ البشریٰ ص۹)

اور حضرتؑ کا یہ ارشاد بالکل قرآن مجید کے مطابق ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور کوئی خالق نہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون۔ کہ جن کو خدا کے سوا پکارا جاتا ہے (جیسے حضرت مسیحؑ کو) ان میں سے کوئی بھی کچھ پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ تو خود پیدا کیئے گئے ہیں۔ پھر فرمایا۔ ھل من خالق غیر اللہ۔ کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ اور اسکے مقابل پر دوسری جگہ فرمایا انی اخلق من الطین کھیئۃ الطیر۔ اب ان دونوں آیتوں میں تطبیق یہی ہے کہ جہاں فرمایا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہاں مراد خلق حقیقی ہے اور خلق دائمی ہے جو صرف اللہ کیلئے ہے اور جہاں کہا کہ مسیح نے پرندہ پیدا کیئے وہ عارضی اور معجزانہ رنگ میں ہیں نہ کہ حقیقی اور دائمی۔ آخر کار وہ مٹی ہی تھے۔ وبس۔ پس حقیقت میں تناقض و تضاد کوئی نہیں۔

ایام صلح میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے قرآن کسی سے نہیں پڑھا حالانکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے اُستاد تھے۔

اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔ ایام الصلح میں جہاں حضرتؑ نے یہ لکھا ہے کہ میں نے کسی سے قرآن نہیں پڑھا۔ اسکے سیاق و سباق کی عبارت دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف اور علم لدُنّی جو ہے وہ آپ نے کسی انسان سے نہیں پڑھا اور وہ خدا تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ معارف قرآنی میں آپ نے دنیا کو للکارا مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔

اور جہاں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ میرے اُستاد ہیں وہاں آپ نے یہ نہیں لکھا کہ میں نے ان سے قرآن مجید کے حقائق و معارف سیکھے ہیں۔ اور علم لدُنّی ان سے حاصل کیا ہے۔ ہاں اگر تم یہ بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ لکھا ہو کہ ان اُستادوں سے روحانی علوم اور نکات و معرفت کی باتیں سیکھی ہیں تو تب یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحبؑ کے کلام میں تناقض ہے لیکن جبتک یہ نہ پیش کرو اسوقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کے کلام میں تناقض ہے۔

ایک سمجھدار اور عقلمند انسان اتنی سی بات سے تمام حقیقت معلوم کر سکتا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے دنیا کے لوگوں سے قرآنی حقائق سیکھے ہوتے تو آپ دنیا کے مولویوں۔ سجادہ نشینوں صوفیوں کو غیرت آمیز الفاظ کے ساتھ تفسیر لکھنے کا چیلنج نہ دیتے۔ اور پھر دنیا کا مقابل پر نہ آنا اور اپنی پیشانیوں پر ذلت و رسوائی کا داغ لگوا لینا یہ یقینی ثبوت ہے کہ آپ کو قرآن مجید کے معارف خدا نے سکھائے یہی وجہ ہے کہ کسی کو مقابلہ کیلئے ہمت نہ پڑی اس مقدس انسان کا پھر یہ فیض ہے کہ اس کا خلیفہ برحق سیدنا محمودؓ دنیا کو تفسیر اور حقائق کے بیان کرنے کے مقابلہ میں للکارتا ہے اور دنیا دم بخود ہے۔

میں سلسلہ احمدیہ کا ایک ادنیٰ خادم ہوں مجھے علم و فضل کا دعویٰ نہیں۔ مجھے اپنی بیکسی اور بے بسی معلوم ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دامن سے وابستہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے نیر دہلی کے نئے اور پرانے مولویوں کو تفسیر لکھنے کیلئے بلایا اور بار بار للکار چکا ہوں۔ لیکن کسی کو جرأت پڑی؟ کہ وہ اس میدان میں آئے اور کچھ جواب دے؟ سچ ہے سے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا ؎ قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا یقیناً ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ آپ کے ادنیٰ خادموں کے خادم کے مقابلہ میں بھی دُنیا کے خشک مُلّانوں کو جرأت نہیں پڑتی کہ وہ قرآن کے حقائق بیان کر سکیں۔ وذٰلک فضل اللّٰہِ یوتیہ من یشاء۔

مرزا صاحب نے ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ میرے مریدوں کی تعداد ۸۰۰۰ ہے اور ایک سال بعد جب گورنمنٹ نے ٹیکس عائد کرنا چاہا تو ضرورۃ الامام میں لکھ دیا کہ احمدی صرف ۳۱۸ ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اختلاف بیان ہے۔ بلکہ جھوٹ ہے۔

۱۸۹۷ء میں جو حضورؑ نے کُل احمدیوں کی تعداد لکھی جس میں مرد۔ عورت۔ بچے وغیرہ سب شامل ہیں وہ بالکل صحیح ہے بلکہ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السّلام نے ضرورۃ الامام میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ میرے ماننے والوں کی تعداد ۳۱۸ ہے۔ نکالو ضرورۃ الامام میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ میرے ماننے والوں کی تعداد ۳۱۸ ہے۔ ضرورۃ الامام میں تحصیلدار کی رپورٹ حضرتؑ نے درج فرمائی ہے جو اس نے گورنمنٹ کو بھیجی تھی وبس۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علماء ھم شرٌّ من تحت ادیم السماء سے مراد جماعت احمدیہ کے مولوی ہیں۔ مرزا صاحب شہادت القرآن میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں اپنے ارد گرد سؤر اور بندر دیکھے۔ مسلمانوں نے تو مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا۔ اب یہ بندر اور سؤر ان کی اپنی جماعت کے ہی علماء ہو سکتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی یہ خواب بالکل سچی ہے۔ اور نہایت واضح ہے۔ حضور نے اپنی کتاب کشتی نوح میں فرمایا کہ جو میرے ماننے والے ہیں گویا میری چار دیواری میں ہی داخل ہیں۔ اور وہ مجھ سے الگ نہیں۔ جماعت احمدیہ کے علماء تو بوجہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کے آپؑ کی چار دیواری میں داخل ہو گئے۔ اب حضورؑ اور آپکی چار دیواری کے ارد گرد جو لوگ مخالفوں والا کام کر رہے ہیں وہ دیکھ لو کون ہیں۔ جماعت احمدیہ کے علماء تو حضورؑ کے مشن کو پھیلاتے ہیں اور تم چاہتے ہو کہ دنیا خدا کے مامور کی طرف نہ جانے پائے۔ اور اسکی طرف توجہ نہ کر سکے۔ پس حقیقتاً علماء ھم شرٌّ من تحت ادیم السماء یعنی آسمان سے نیچے تمام مخلوق بدتر جو علماء ہیں اور جو اس حدیث کا مصداق ہیں وہ ایسے لوگ ہی ہو سکتے ہیں

مرزا صاحبؑ خود لکھتے ہیں کہ مجھ میں کوئی خوبی نہیں پس جس میں کوئی خوبی نہیں وہ نبی کیسا؟ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۳۹۶)

حضرات میں حضرت مسیح موعودؑ کے اصل الفاظ پڑھ کر سنا دیتا ہوں جس سے آپ اندازہ لگا سکینگے کہ یہ الفاظ وہی شخص کہہ سکتا ہے جو خدا کا پیارا ہو۔ نہ اور کوئی۔

"مولویصاحب نے اس فقرہ اور نیز ایک عربی کے فقرہ سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ یہ شخص محض نالائق اور عملی اور علمی لیاقتوں سے بالکل بے بہرہ ہے اور کچھ بھی چیز نہیں اگر تم دیکھو تو اس سے (حضرت مرزا صاحب) نفرت کرو۔ مگر بخدا یہ سچ اور بالکل سچ ہے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ درحقیقت مجھ میں کوئی علمی اور عملی خوبی یا ذہانت اور دانش مندی کی لیاقت نہیں اور میں کچھ بھی نہیں۔ ایک غیب میں ہاتھ ہے جو مجھے تھام رہا ہے اور ایک پوشیدہ روشنی ہے جو مجھے منور کر رہی ہے اور ایک آسمانی روح ہے جو مجھے طاقت دے رہی ہے۔ پس جس نے نفرت کرنا ہے کرے مولویصاحب خوش ہو جائیں۔ بخدا میری نظر ایک ہی پر ہے جو میرے ساتھ ہے اور غیر اللہ ایک مری ہوئی کیڑی کے برابر بھی میری نظر میں نہیں۔" ص ۳۹۷ ازالہ اوہام ایڈیشن پنجم)

ان الفاظ کی موجودگی میں کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب میں کوئی خوبی نہ تھی۔ جو الفاظ لال حسین نے پیش کئے ہیں وہ خود اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ بہت بڑی خوبی کے انسان تھے۔ مگر جو کچھ ملا وہ خدا کی طرف سے ملا۔ یا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح امی تھے۔ مگر خدا نے آپکو عالم بنا دیا اور ایسی آپؑ کے اندر خوبیاں پیدا کیں کہ دشمنوں نے بھی اعتراف کیا مندرجہ بالا عبارت سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ نے اپنی انکساری کو کمال کے ساتھ ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا وہ خدا کی طرف سے ہی۔ پس جبتک نبی سے خودداری نہیں جاتی اور وہ خدا تعالیٰ پر کامل توکل اور اسکی برکات کو نمایاں طور پر ظاہر نہیں کرتا وہ نبی ہی کیا ہوا؟ حضرتؑ کا طریق تو عین شان نبوت کے شایاں ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی انکساری کا بارہا کئی مقامات پر اظہار کیا۔ تو کیا یہ سمجھا جائے کہ آپؐ میں کوئی خوبی نہ تھی۔ اظہار انکساری خود بھی ایک بڑی خوبی ہے۔ اور یہ اُس کا کام ہے جس کا نفس بالکل مر چکا ہو۔ اور اس کا دل جلوہ الٰہی کا تخت گاہ بن چکا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی بخاری کی حدیث ہے۔ حالانکہ بخاری میں یہ حدیث موجود نہیں۔ گویا مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے اور نبی جھوٹ نہیں بولا کرتا۔

مگر تمہارا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے، سنو بخاری کی حدیث کا ترجمہ کرتے ہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے اور پھر ثابت بھی کیا تم نے کہ وہ کونسے جھوٹ تھے .. .. .. تو اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ خلاف واقعہ لکھا ہے تو کیا ہوا۔ تمہیں اپنے اصول کی رو سے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی سمجھنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ آخر تم مانتے ہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے (نعوذ باللہ) تین جھوٹ بولے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ سبقت قلم یا تسامح یا سہو و نسیان کا نام جھوٹ نہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز پڑھائی تو آپؐ نے بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھائیں صحابہؓ نے عرض کیا یا حضرتؐ کیا آپؐ بھول گئے ہیں یا نماز قصر ہو گئی ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ نہ نماز قصر ہوئی ہے اور نہ ہی میں بھولا ہوں۔ حالانکہ آپؐ نے دو ہی رکعت نماز پڑھائی تھی اور پڑھنی چار رکعت تھیں۔ لیکن آپؐ فرماتے ہیں کہ نہ نماز قصر ہوئی اور نہ ہی میں بھولا ہوں۔ اب کیا اسے بھی تم جھوٹ قرار دو گے؟ تم سے تو کوئی بعید نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بھی تو کہتے ہو۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ جھوٹ نہیں بلکہ سہو اور نسیان تھا چنانچہ جب حضورؐ کی خدمت میں پھر عرض کیا گیا کہ حضورؐ آپ بھول گئے ہیں تو آپؐ نے دو رکعتیں اور پڑھا دیں۔ (دیکھو بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد ۱) اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی سہو یہ لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں ہے۔ کیونکہ آپؑ نے ازالہ اوہام میں صاف لکھا ہے کہ مہدی کے متعلق بخاری و مسلم میں کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ یہ حدیث ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی بخاری کی شرائط کے مطابق ہے یہ محض سہو قلم ہے و بس۔ اور اس سے آپ کا جھوٹ کا الزام لگانا محض کج فطرتی ہے۔ ویسے یہ حدیث۔ ابن ماجہ میں بیان ہوئی ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور قول سے ثابت ہے نبی سے سہو و نسیان ہو سکتا ہے فَنَسِیَ اٰدَمُ۔ آدم بھول گیا۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی کے متعلق آتا ہے نَسِیَا حُوْتَھُمَا۔ دونو مچھلی بھول گئے۔

پھر حدیث میں آتا ہے اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ (مشکوٰۃ) میں بھی تمہاری طرح بھول جاتا ہوں۔ پس اگر خطا یا سہو بشری کے نتیجہ میں انسان کچھ کہہ بیٹھتا ہے یا لکھ دیتا ہے تو وہ جھوٹ نہیں۔

اور پھر جبکہ حدیث ابن ماجہ اور حجج الکرامہ میں موجود ہے، تو یہ کہنا کہ جھوٹ ہے یہ کسی سر پھر کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر حدیث بالکل نہ ہوتی پھر کوئی بات بھی تھی۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے چشمۂ معرفت میں کہ آنحضرتؐ کے گیارہ بیٹے تھے۔ حالانکہ کسی تاریخ سے یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ آپؐ کے گیارہ بیٹے ہوں۔

چشمۂ معرفت کوئی تاریخ کی کتاب نہیں۔ جس میں حضرت مرزا صاحبؑ تاریخی تحقیقات لکھ رہے ہوں۔ آریوں نے جو اسلام۔ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی پر اعتراض کیئے ہیں اُن کا جواب آپؑ نے اس کتاب میں لکھا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضورؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ بیویوں کی وجہ سے جو الزام بوجہ شہوت اور نفسانی خواہشات کے آریوں نے لگایا ہے اس کا جواب لکھتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:-

"اگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ کرتے تو ہمیں کیونکر سمجھ آ سکتا کہ خدا کی راہ میں جانفشانی کے موقعہ پر آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے بے تعلق تھے کہ گویا آپؐ کی کوئی بیوی بھی نہ تھی۔ مگر آپؐ نے بہت سی بیویاں اپنے نکاح میں لاکر صدہا امتحانوں کے موقعہ پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو جسمانی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں۔ اور آپؐ کی ایسی مجرّدانہ زندگی ہے۔ کہ کوئی چیز آپؐ کو خدا سے روک نہیں سکتی تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپؐ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔ اور آپؐ نے ہر ایک لڑکے کی وفات پر یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مَیں خدا کا ہوں اور خدا کی طرف جاؤنگا۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو لختِ جگر ہوتے ہیں یہی مُنہ سے نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر مَیں تجھے مقدم رکھتا ہوں۔ مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۹)

سبحان اللہ کیسا لطیف جواب حضرتؑ نے آریوں کو دیا۔ حضرتؑ نے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا ذکر کیا ہے جو ضمناً ہے۔ تاہم ہمیں قابل اعتراض کوئی بات نہیں کیونکہ آنحضرتؐ کی اولاد کے متعلق اسقدر اختلاف ہے کہ کسی تعداد کے متعلق کوئی تاریخدان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ غلط تعداد ہے۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں:۔

"تمام اقوال کے جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ اولادیں تھیں۔ جن میں آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں لڑکیوں کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ البتہ صاحبزادوں کی تعداد میں سخت اختلاف ہے" (سیرۃ النبی بحوالہ زرقانی)

آنحضرتؐ کے گیارہ بچے آپؐ کی زندگی میں فوت ہو گئے جیسا کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے لکھا ہے اور ایک بچہ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرمایا۔ پس تاریخ سے ثابت ہے کہ آپؐ کی گیارہ اولادیں آپؐ کی زندگی میں فوت ہوئیں۔ پس کوئی جھوٹ نہیں۔ اور اگر کہو کہ گیارہ اولاد سے مراد نرینہ اولاد ہے اور تاریخ سے ثابت نہیں کہ آپؐ کے گیارہ نرینہ اولاد تھی تو اس کے متعلق اوّل تو یہ بتا چکا ہوں کہ آپؐ کے صاحبزادوں کی تعداد میں سخت اختلاف ہے جیسا کہ علامہ شبلی نے لکھا ہے۔ اور سائیں لال حسین کی مزید ذلت و رسوائی کیلئے تاریخ میں ۱۱ لڑکوں کا حوالہ بھی موجود ہے سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ میں ۱۱ تعداد کے علاوہ لڑکوں کے نام بھی دیئے ہیں۔ جو یہ ہیں:۔

۱۔ قاسم ۔ ۲۔ عبداللہؓ ۔ ۳۔ طاہرؓ ۔ ۴۔ مطہر ۔ ۵۔ طاہرؓ ۔ ۶۔ طیبؓ ۔ ۷۔ مطیب ۔ ۸۔ طیبؓ ۔ ۹۔ عبد مناف ۔ ۱۰۔ ابراہیم ۱۱۔ عبداللہؓ (مفصل دیکھو سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۴۱)

دیکھا حضرات! اب جھوٹ کس کا ثابت ہُوا۔ لال حسین کا یا حضرت مرزا صاحبؑ کا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے جو کچھ لکھا وہ تاریخ سے ثابت ہو گیا۔

مرزا صاحب نے ؎

کربلائیست سیر ہر آنم ٭ صد حسین است در گریبانم

کہکر امام حسین کی توہین کی ہے۔

اس شعر میں حضرت امام حسینؓ کی قطعاً کوئی توہین نہیں کی گئی۔ اور نہ اس شعر میں اپنی فضیلت کا اظہار ہے، اور نہ ہی مقابلہ کرنا مقصود ہے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس شعر میں یہ بتایا کہ دشمنانِ صداقت مجھ پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ گرا کر میرے لئے ہر آن کربلا والی حالت پیدا کر رہے ہیں پس یہاں پر سوائے اپنی حالت کے اظہار کے اور کچھ مقصود نہیں۔

باقی رہا یہ کہ حضرت امام حسینؓ کا جو مقام ہے اور جو مناسب و واجب احترام ہے وہ حضرت مرزا صاحبؑ کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ نہ کرنے والے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں۔

"خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین رضؓ جیسے یا حضرت علی رضؓ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔" صفحہ ۴۸

حضرت حسینؓ کے احترام نہ کرنیوالے کو آپؑ خبیث قرار دیتے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ آپؑ نے توہین کی کس قدر ظلم ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا ؎ جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است ✽ خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

اب بتائیے جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت رکھتا ہو کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ وہ امام حسین رضؓ کی توہین کرتا ہو ہرگز نہیں؟ پھر حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں:۔

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔" (اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے مراق کی بیماری تھی اور مالیخولیا تھا۔ کیا نبی بھی مراقی ہو سکتا ہے۔ مجنون یا مراق کا مدعی نبوت یا بادشاہت کا دعویٰ کیا کرتا ہے۔

لال حسین تم نے کہا ہے کہ حضرت سیدنا مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ ان کو مراق و جنون اور مالیخولیا تھا اور انہوں نے خود لکھا۔ حضرتؑ نے اسّی کے قریب کتابیں لکھیں اور سینکڑوں اشتہارات لکھے۔ نکالو آپؑ کی کسی کتاب و اشتہار میں سے جس میں آپؑ نے لکھا ہو کہ مجھے مراق یا مالیخولیا کی بیماری ہے۔

نوٹ:۔ احمدی مبلغ نے بار بار مطالبہ کیا کہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی کسی کتاب یا آپ کے لکھے ہوئے کسی اشتہار سے یہ نکال کر بتاؤ کہ آپؑ نے لکھا ہو کہ "مجھے مراق یا مالیخولیا کی بیماری ہے۔" لیکن آخر وقت تک لال حسین اس کا جواب کچھ نہ دے سکا اور نہ ہی نکال سکا۔

باقی رہا تمہارا حضرت مرزا صاحبؑ کو مجنون کہنا۔ تو خدا کی قسم مجھے خوشی ہوئی کہ حضور پُرنور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمہارے جیسے دشمنان صداقت نے مجنون کہا تھا اور آج اُسی آقائے دوجہان کا خادم حضرت احمد علیہ السلام بھی تمہاری زبان سے مجنون کہلایا۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب تمہارے خیال کے مطابق مجنون تھے تو پھر تم نے اُن کی اسقدر مخالفت کیوں کی۔ ساری دنیا کے ملانوں نے شور مچایا۔ لوگوں کو روکا اور ہر طرح سے احمدیت اور اُس کے مقدس بانی کو مٹانے کی کوشش کی۔ کیا کسی مجنون کی بھی کوئی اس طرح مخالفت کیا کرتا ہے۔ یقیناً مجنون کی اسقدر شدید مخالفت کرنیوالا مجنون ہی ہو سکتا ہے نہ کوئی عقلمند۔ قرآن مجید نے فرمایا مجنون کے کام کا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔ آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کا ایسا مسکت جواب دیا۔ کہ انہیں مقابلہ کی تاب نہ رہی مخلص اسلام کی خدمت کرنیوالی جماعت تیار کی۔ غرضیکہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور آپؑ کی کوشش کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ نکلا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجنون نہ تھے۔ بالمقابل تمھاری کوشش تھی۔ کہ حضرت صاحب کامیاب نہ ہوں تو تم اپنی کوششوں میں ناکام ونامراد رہے اور کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا۔ قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق کہ مجنون کی کوششوں کا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا مجنون تو تم ٹھیرتے ہو نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اور تمھارے اپنے دل جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ مجنون نہ تھے بلکہ اُس زمانہ کا زبردست ریفارمر تھا! ایک عظیم الشان انسان تھا جس نے دنیائے مذہب میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر دیا۔

باقی تمھارا یہ کہنا کہ مجنون شخص بادشاہت اور نبوت کا دعویٰ کیا کرتا ہے۔ اگر کوئی دشمن اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے خلاف یہی بات نعوذ باللہ پیش کرے تو تم کیا جواب دوگے؟ پس جو جواب ایسے دشمن اسلام کو تم دوگے وہی جواب میری طرف سے سمجھ لیں اور میں نے یہ اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے نہ تو کسی اپنی کتاب میں یہ لکھا کہ مجھے مراق یا جنون کی بیماری ہے۔ اور نہ ہی آپ نے جو دعویٰ کیا وہ جنون کی وجہ سے تھا۔ آپؑ کی عظیم الشان تصنیفات ہر عقلمند کی نظر میں خاص وقعت رکھتی ہیں آپ نے نہ صرف مذہبی دنیا میں ہی بلکہ علمی دنیا میں بھی انقلاب پیدا کر دیا ہے پس جس شخص کی زبردست قوت بیانیہ اور قوت تحریر نے دنیا میں ایک سکہ بٹھا دیا ہو۔ دوست دشمن اسکے قائل ہوں کیا وہ مجنون ہو سکتا ہے؟ جس کی کوششیں کامیاب اور جسکی مساعی بارآور ہوتی ہوں وہ بھلا مجنون ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

چودھویں صدی کا مجدد۔ احمد رضا بریلوی مولوی اشرف علی تھانوی اور نواب صدیق حسن خاں ہیں۔

حضرات! میں نے اپنی شروع کی تقریر میں یہ بتایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُمت محمدیہ کی اصلاح اور شریعت محمدیہ کی ترویج واشاعت اور تجدید اسلام کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص مبعوث کریگا جو ان کاموں کو اچھی طرح کر سکتا ہو۔ چنانچہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں ایسے بندے خدا نے ہر صدی کے سر پر کھڑے کئے۔ جنہوں نے تجدید اسلام کا فریضہ ادا کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی میں جو گذشتہ صدیوں سے زیادہ خطرناک تھی۔ لوگوں کی اصلاح اور اشاعت اسلام اور خدمت قرآن کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو مبعوث فرمایا۔ اور اگر آپؑ کو نہ مانا جائے تو پھر کوئی اور شخص ایسا نہیں جس نے مجدد ہونیکا دعویٰ کیا ہو۔ اور جس نے یہ کام کیا ہو۔ اور اس صورت میں آنحضرتؐ کی پیشگوئی غلط ٹھیرتی ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہم اُس شخص کو جو عین صدی کے سر پر ظاہر ہوا۔ تجدید اسلام کا کام کر دکھایا۔ قرآنی معارف کو دنیا میں نہایت تحدی کے ساتھ پیش کر کے اسلام کی فضیلت کو ثابت کیا۔ ایک عظیم الشان جماعت تیار کی اس صدی کا مجدد مان لیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی متواتر تائید اور نصرت نے بھی اسکی سچائی کی گواہی دی۔ اسی طرح میں نے عرض کیا تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو نہ مانیں تو بتاؤ کس شخص کو مانیں۔ سائیں لال حسین نے اسکے جواب میں تین نام پیش کئے ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں نے تو اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر مسیح موعودؑ ظاہر نہ ہوا تو پھر اس صدی کا مجدد ہونگا (حجج الکرامہ) مگر خدا تعالیٰ نے اس صدی کے سر پر مسیح موعودؑ کو بھیجا جو اس صدی کا مجدد بھی کہلایا۔ احمد رضا بریلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی ان دونوں میں سے کوئی شخص بھی اپنے آپکو مجدد نہیں کہتا۔ اور نہ ہی انہوں نے صدی کے سر پر مجدد ہونیکا اظہار کیا اور نہ ہی یہ مسیح موعودؑ ہیں حالانکہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود بھی ہوگا۔ اور پھر لطف یہ کہ خود مولوی لال حسین بھی انہیں مجدد نہیں مانتا۔ بریلویوں اور دیوبندیوں کی آپسمیں اسقدر لگتی ہے جیسے شیعوں اور سُنیوں کی۔ اور پھر انہوں نے کونسا کوئی بھی ایسا کام کر دکھایا جس سے انہیں اس زمانہ کا مجدد سمجھا جائے۔ اور پھر یہ کہ صدی کے سر پر ان میں سے کوئی بھی مدعی نہیں نظر آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرماتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں کہ وہ صدی کے سر پر ہوگا۔

پس قرآن مجید کے مقرر کردہ اصولوں کی رُو سے حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ ہی سچا ثابت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو غلبہ دیا جیسا کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی میں وعدہ تھا پھر آپؑ کو بہت بڑی جماعت دی جو خدا تعالیٰ کی نصرت کا بیّن ثبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے دعویٰ الہام کے بعد آپؑ کو ۲۳ برس جو کہ زمانہ نبوی ہے اس سے زیادہ عرصہ دیا اور آپؑ کو ہلاک و قتل نہ کیا تا آپ توحید الٰہی اور خدمت اسلام کو پورے طور پر کر سکیں۔ نبیوں کیلئے ضروری ہے کہ اُنکی زندگی پاک ہو۔ اور دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی کے متعلق دوست دشمن صفائی کی شہادت دیں چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی بالکل نبیوں کی سی پاکیزہ و مطہر تھی۔ حتّٰی کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ جیسے دشمنوں نے بھی اعتراف کیا کہ آپ واقعہ میں ایک بزرگ ہستی ہیں جو کہ "قابل زیارت" ہیں۔ اور تیرہ سو برس میں آپ جیسی خدمت اسلام کرنیوالا کوئی نہ ہوا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ضرورت کے وقت مبعوث فرمایا جبکہ دنیا گمراہ ہو چکی تھی۔ خود اسلام کی طرف منسوب ہونے والے شرابخوری و زناکاری میں مبتلا تھے۔ اور بڑے بڑے اسلام کے لیڈر شراب فروشی اور خنزیر کی تجارت میں مصروف تھے۔ پس ایسے وقت میں آپؑ کا کھڑا ہونا۔ اور پھر عظیم الشان و حیرت انگیز اصلاح کر دینا آپؑ کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے۔ پھر تمام دنیا کا ملکر جماعت احمدیہ اور اُسکے مقدس بانی کے خلاف مخالفت کرنا۔ احمدیت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اور پھر ان دشمنوں کا ناکام رہنا اور احمدیت کا دن بدن پھیلتے چلے جانا۔ حتّٰی کہ افریقہ کے صحراؤں امریکہ کے کونوں میں یورپ و ایشیا کے ملکوں میں پھیل جانا یقینی ثبوت ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ ورنہ کبھی یہ سلسلہ نہ پھیلتا اور حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ الہام پورا نہ ہوتا کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا" آج کا مباحثہ خود ثبوت ہے حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ قادیان کی گمنام بستی میں بھی کوئی شخص آپ کو جانتا نہ تھا خدا تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کیا افریقہ کی زمین کے کناروں نے افریقہ میں رہنے والوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے اُس پیغام کو نہیں سُن لیا جو آپ نے اپنے آقا و مرشد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا؟

پس اے مشرقی افریقہ کے باشندو! اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کے محبوب بن جاؤ اور مقدس کہلاؤ۔ اور آسمانی بادشاہت کے وارث بنو تو آؤ اور مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سن لو کہ دنیا میں کوئی زندہ نہیں۔ اور نہ ہی کوئی زندہ رہیگا۔ سوائے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اپنی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ کیلئے زندہ ہیں۔ اور اب کوئی نبی خواہ وہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ زندہ نہیں۔

اب دنیا میں صرف اور صرف شاہ مدنی شہنشاہ روحانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی ہی حکومت ہے اور قیامت تک یہی حکومت رہیگی اور کوئی شخص کسی اور کی حکومت سے اگر اُمت محمدیہ کی حکومت کو نہیں سنبھالیگا۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو چلانے والے اور اسے قائم رکھنے والے آپ کے ہی روحانی فرزند ہونگے۔ اور ایسے روحانی فرزند تا قیامت پیدا ہوتے رہینگے اور یہی روحانی فرزند نبی کہلائینگے اور خدا کے حضور مقدس قرار دیے جائینگے۔

اے بھائیو! خدا نے تم پر نظر رحمت کی کہ اپنے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے کھڑا کیا جو عین وقت اور ضرورت کے پیش نظر مامور کیا گیا اور سینکڑوں نشانات اسکی صداقت کیلئے قائم کیے جو احمد علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا۔ قادیان کی بستی میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے خدا کے پیغام کو نہ صرف یہ کہ سُنا بلکہ اس پر عمل کیا اور خدا کی برکتوں کے وارث بن گئے۔ اور سچے احمدی کہلائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارک ہیں وے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند۔ نبی اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام کی ندا پر لبیک کہتے ہیں جسکی سچائی کیلئے خدا تعالیٰ نے آسمانی نشانات بھی دکھائے اور زمینی بھی۔ قرآن نے بھی اسکی تصدیق کی اور حدیث نے بھی۔ اور اسکی جماعت میں شامل ہو کر خدمت اسلام کیلئے کمر بستہ ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت و رضا کو حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپکے دلوں کو کھولے۔ اور آپکو حق کے شناخت اور اُسے قبول کرنیکی توفیق دے۔ آمین۔ تمت بالخیر۔ والسلام مع الاکرام

واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

نوٹ:۔ قارئین کرام کیلئے یہ بات بھی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ شرائط مناظرہ کے طے کرنے میں کئی روز صرف ہوئے۔ سائیں لال حسین کی انتہائی کوشش یہی تھی کہ وفات مسیح اور اجرائے نبوت پر مناظرہ نہ ہو۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ہو۔ ہماری طرف سے یہ اصرار تھا کہ جب لال حسین نیروبی پہنچتے ہی یہ اعلان کر چکا ہے کہ وہ ہر ایک مضمون پر احمدیوں سے مناظرہ کریگا۔ تو اب پہلے دو مضمونوں پر کیوں نہیں کرتا۔ اور گھبرانے کی کیا وجہ ہے؟ مزید براں ہماری طرف سے یہ واضح کیا گیا کہ مضمون در اصل صداقت مسیح موعود ہی ہوگا اسے حل کرنے کیلئے اور اسے پورے طور پر سمجھنے کے لئے تین شقوں میں تقسیم کر کے بحث کی جائیگی۔ کیونکہ اگر ثابت ہو جائے کہ مسیح زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر بیٹھا ہے تو حضرت مسیح موعود کا دعویٰ خود بخود غلط ہو جائیگا۔ آخر کار سائیں لال حسین نے اس طرح جان بچائی کہ مناظرہ اگر تحریری نہ ہو تو وہ ان مضمونوں پر تقریری مناظرہ کرنیکو تیار ہے۔ ہم نے تحریری مناظرہ والی شرط کو چھوڑ دیا۔ اور اس طرح سائیں صاحب تیار ہوئے۔ اور اپنے ایک اشتہار میں اس بات کو لکھ کر کہ پہلے دو مضمون تیسرے مضمون کیلئے ممد ہونگے۔ اور اسکے لئے راستہ صاف کر دینگے۔ یہ واضح کر دیا کہ ہمارا مطالبہ معقول تھا۔

پھر شرائط کرتے ہوئے علم و عقل کے دیوالیئے نے اس بات پر زور دیا کہ حوالہ بتانے کیلئے کتاب کا نام۔ صفحہ وغیرہ بتانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور اس پر اسقدر اصرار کیا کہ اگر یہ شرط ہماری طرف سے منظور نہ کیگئی تو وہ مناظرہ نہ کریگا۔ یہ محض اس لئے تھا کہ جو اس کے منہ میں آئے وہ کہتا چلا جائے اور اسے کوئی لگام نہ دے سکے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسی آہنی لگام دی کہ یہ شرط باوجود طے ہو جانے کے قلمبند نہ ہو سکی۔ اور سائیں صاحب تمام داؤ پیچ بھول گئے۔ خدا تعالیٰ کا عجیب تصرف تھا کہ غیر مسلموں کو جو ہمارے خلاف کافی بھڑکائے گئے تھے دوران مناظرہ میں سائیں صاحب نے پھر انہیں بھڑکانا شروع کیا جس پر متفقہ طور پر غیر مسلموں نے سائیں صاحب کے خلاف اسی وقت کھڑے ہو کر اظہار نفرت کیا اور یورپین انسپکٹر پولیس نے خود لگام چڑھا دی۔ ہندو اور سکھوں نے متفقہ طور پر جماعت احمدیہ کے احباب کی اس نمایاں کامیابی پر مبارکباد دی۔ ایک غیر احمدی ایک ہندو سے لڑنے لگا۔ اس ہندو نے کہا تم ہمیں ہماری رائے سے روک نہیں سکتے۔ آخری مناظرہ کے ختم ہونے پر احمدی مبلغ پر فرزندان توحید میں سے بعض نے پتھر اور جوتے وغیرہ بھی پھینکے۔ موٹر کھڑی کروا کر احمدی مبلغ باہر نکل آیا اور کہا "آؤ سامنے آکر مارو اگر جرأت ہے"۔ فرزندان توحید کا سارا جوش اُتر گیا۔

دوران مناظرہ میں سائیں لال حسین نے جس حیا سوز تہذیب کا مظاہرہ کیا۔ وہ اُسکی کج فطرتی کا ثبوت تھا حتیٰ کہ غیر احمدی صدر و لس نے بھی اپنی مناظرہ کو روکا مگر کوئی اثر نہ تھا۔ اس قسم کی بدزبانی اور یاوہ گوئی کا کتھوں میں بھی اس نے مظاہرہ کیا چنانچہ وہاں کے ایک ہندو دوست نے اپنی چٹھی میں سائیں صاحب کے متعلق لکھا ہے "آج اتوار مورخہ ۲۴ رفروری ۱۹۳۵ء کو میں مسلمانوں کی مسجد میں ایک مولوی کا وعظ سننے کو گیا جسکی بڑی مشہوری تھی کہ یہ مولوی صاحب جن کا نام لال حسین اختر ہے نہایت اعلیٰ درجہ کی تقریر کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جو کچھ دیکھا اور سنا وہ ناٹک والوں کی طرح ایک اچھا خاصہ ایکٹر کی طرح سوانگ رچایا ہے تھی وہ شریف لوگوں کے سننے کے قابل نہ تھا۔ ہمارے ہندو بھائیوں میں اگر ایسے اپدیشک آئیں۔ تو ہم دوبارہ اُن کو منہ لگانے کیلئے تیار نہ ہونگے۔ ایسے مولویوں کی حالت قابل رحم ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس شخص کو اپنے دین کا علم بھی ایسا ویسا ہی آتا ہے۔ جیسا کہ ان کا مسخرہ لیکچر تھا۔ فقط

بابو رام بقلم خود ریلوے ڈیپارٹمنٹ کسوّں ۲۴-۲-۳۵"

خاکسار شیخ غلام فرید سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نیروبی افریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجیب و غریب تفسیری

سورۃ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر مسمّی بہ دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء

یہ تفسیر ایک مبشر رؤیا کے بعد (جو مصنف کی احمدیت کا باعث ہوئی) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے روحانی افاضہ سے لکھی گئی ہے جسکا مفصل بیان کتاب کے دیباچہ (عرض حال) میں درج ہے۔ اس لئے یہ کتاب
سلسلہ حقہ کی صداقت کا بھی زبردست نشان ہے۔ احباب کرام اس کتاب کے بعض مضامین کا اقتباس "قرآن کریم
کی آیات و سور کے باہمی ربط و نظم پر نظر" کے عنوان سے ریویو کے دس نمبروں میں ملاحظہ فرما کر اظہار خوشنودی کر چکے
ہیں۔ بلکہ بعض دوست تو ان کو اپنے خرچ پر علیحدہ چھپوا کر شائع کرنے کو تیار رکھے۔ اب مکمل کتاب کو سلسلہ کے ایک عالم
کی نظر ثانی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ناظر تصنیف و تالیف کی منظوری اور اجازت کے بعد ریویو کے سائز کے
تین سو ۳۰۰ صفحات پر شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کے مصنف مولانا مولوی محمد عبد اللطیف صاحب احمدی فاضل دیوبند
عربک ٹیچر۔ ہائی سکول خان پور ریاست بہاولپور ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل کے علاوہ قرآن کریم کی پانچسو متفرق
آیات و متعدد احادیث کا ترجمہ و تفسیر بھی اس کتاب میں درج ہے۔ مخیر و اہل دل احباب سے گذارش ہے
کہ وہ اس کتاب کے نکات عجیبہ سے خود بھی محظوظ ہوں۔ اور دوسرے غیر احمدی۔ عیسائی۔ آریہ دہریہ ہندو سکھ
اصحاب کو ہدیہ دیکر علوم قرآن کی اشاعت کا ثواب حاصل کریں۔ یہ کتاب دنیا کے ہر مذہب و ہر خیال کے
انسان کیلئے نہایت مفید اور دلچسپ ہے۔ قیمت برائے رفاہ عام صرف ۱۲ ؍ مجلد ۱۳ ؍ مجلد اعلیٰ عہ رہے

اس کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ و حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و بزرگان سلسلہ کی تصنیف فرمودہ تمام کتب جو بکڈپو تالیف و اشاعت و احمدیہ کتابگھر
و احمدیہ کتب خانہ وغیرہ نے شائع کی ہیں اصل قیمت پر ہر وقت مل سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل کتابیں جن میں سے
بعض نایاب اور بعض حال میں ہی طبع ہوئی۔ حسب ضرورت خرید فرما کر مالک کتب خانہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں

۱۔ حمائل شریف اعلیٰ کاغذ و جلد مترجم حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ہدیہ عہ
۲۔ جیبی حمائل شریف نہایت خوشخط و صحیح بلاک پر چھپی ہوئی کاغذ سفید چکنا جلد اعلیٰ ہدیہ صرف ۱۲ ؍
۳۔ اسمہٗ احمد یعنی سورہ صف کی تفسیر مؤلفہ عالیجناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
ناظر دعوۃ و تبلیغ ہدیہ صرف ۲ ؍ ۴۔ اسمائے الٰہیہ کی تفسیر و نماز کا ترجمہ از مولانا شیخ عبد الرحیم صاحب فاضل ۲ ؍
۵۔ پیشگوئی احمد بیگ وغیرہ مرتبہ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے گجراتی تازہ ایڈیشن ۳ ؍
۶۔ طب روحانی مؤلفہ حضرت حاجی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ و مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عہ

المشتہر حکیم عبد اللطیف گجراتی پروپرائٹر کتب خانہ ایشیائی قادیان ضلع گورداسپور

ریویو آف ریلیجنز اُردو۔ قادیان دارالامان مورخہ ۵ رجون ۱۹۳۵ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس ۔ کے ۔ برمن) لیمیٹڈ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ... کلکتہ

پچاس برس سے مشہور و لاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی کارخانہ

STAR (REGD)

ہیضہ کیلئے

کافو

... سی کے دست پیٹ کے درد و سوء ہضمی وغیرہ روکنے اور آرام کرنیکی ہندوستانی بتائی ہیضہ سے بچاؤ ... حملے سے بچنے کیلئے ہر ایک عیالدار و مسافر کو بیشتر سے کافو کی ایک شیشی اپنے پاس رکھنی چاہیئے پچاس برس سے ہیضہ کیلئے صرف یہی ایک دوا مفید ثابت ہو کر شہرت حاصل کی ہے۔ جہاں کہیں ہیضہ پھیلا ہو اس کی ایک بوند روزانہ استعمال سے ہیضہ میں مبتلا ہونیکا خوف نہیں رہتا ہیضہ ہوتے ہی اس کے استعمال سے لاکھوں جانیں بچ چکی ہیں۔ نقلی عرق کافور سے ہوشیار

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶/ ڈاک محصول تین شیشیوں تک سات آنہ ۷/

REGD یورا

پیشاب اُتارنے کی دوا

ہیضہ ہونے پر پیشاب عموماً بند ہو جاتا ہے اور بیچینی بڑھ جاتی ہے۔ ایسے موقع پر اسے استعمال کرنے سے پیشاب کھل کر آنے لگتا ہے۔ اس لئے ہیضہ کے زمانے میں اسے بھی پاس رکھنا ضروری ہے۔ ہیضہ کے علاوہ سوزاک یا اور کسی سبب سے پیشاب کم یا بند ہو جائے تو اسے استعمال کریں فائدہ ہوگا۔

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶/ ڈاک محصول سات آنہ ۷/

نوٹ:۔ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں

گورداسپور کے ایجنٹ شیخ محمد وارث مرچنٹ

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)